جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

نگران

مولانا سید رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

جون ۱۹۹۹ء

نماز عظیم ستون

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ عبادتِ نماز دینِ حق کے قصرِ جمیل کا وہ ستونِ عظیم ہے جس میں دسؔ برکات پائی جاتی ہیں۔

(۱) نماز مردِ مومن کے ادائے اقدس کو تابناک اور نورانی بنا دیتی ہے۔

(۲) دلِ بیدار کو یقین و ایمان کی روشنی سے منوّر کر دیتی ہے۔

(۳) جسم کو سکون و اطمینان اور راحت و آرام سے مالامال کر دیتی ہے۔

(۴) گوشۂ قبر میں انیسِ خلوت بن جاتی ہے۔

(۵) باعثِ نزولِ رحمتِ الٰہی ثابت ہوتی ہے۔

(۶) آسمانوں کے بند دروازوں کو کھولنے والی کلید ہے۔ یعنی نماز وہ کلیدِ یقین ہے جس کے ذریعہ آسمانوں میں پائی جانے والی بہشتِ بلند کے پَٹ کھل جاتے ہیں۔

(۷) میزانِ عمل کے پلڑے کو گرانبار کرنے والی ہے۔

(۸) حصولِ رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔

(۹) فردوسِ بریں کی طے شدہ قیمت ہے جس کے ذریعہ خُلدِ نعیم کے باغات اور اس کی نعمتیں خریدی جاتی ہیں۔

(۱۰) آتشِ جہنّم کے لیے پردہ ہے۔ یعنی نماز اُس آدمی کو دوزخ کے شعلوں سے بچا لیتی ہے جو پابندی سے نماز ادا کرتا ہے جب نماز کی رفعت و شان کا یہ عالم ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کا التزام اور اس کی نگہداشت برابر ہو اور دینِ حق کے ستونِ مستحکم اور سنگِ بُنیاد کو جو شخص برقرار رکھے گا اس نے گویا دین کی عمارت کو باقی رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا سمجھنا چاہیے کہ اُس نے دین کے بلند و بالا ایوان ہی کو ڈھا دیا۔

(التنبیہات علی الاستعداد لیوم المعاد ص ۲۵۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۷ | صفر المظفر ۱۴۲۰ھ ۔ جون ۱۹۹۹ء | شمارہ : ۹

مدیر

سید محمود میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سالانہ ۱۳۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی 〃 ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ 〃 ۶ امریکی ڈالر

امریکہ افریقہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ 〃 ۱۶ ڈالر

برطانیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ 〃 ۲۰ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ . . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
کوڈ ۵۴۰۰۰ فون ۲۰۱۰۸۶-۷۷۲۳۲۷۳-۷۷۲۹۶۹۱
فیکس نمبر ۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲

○

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحؒ	۵
نعت النبیؐ	سیّد سلمان گیلانی صاحب	۱۲
مکتوبِ مدنی رحؒ	حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحؒ	۱۴
والدین کی فرمانبرداری	مولانا عطاء الرحمٰن صاحب	۱۷
اوّلیات	مولانا حکیم عبد الرحیم صاحب	۲۲
شیخ عبد العزیز بن باز رحؒ	مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب	۲۴
محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد	ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	۲۸
حاصلِ مطالعہ	مولانا نعیم الدّین صاحب	۴۸
اخبار الجامعہ	محمد عابد	۶۳

رابطہ : دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

لاہور میں گزشتہ دنوں ایک انکم ٹیکس کمشنر اس کی بیوی دو بچوں اور ایک بارہ سالہ ملازم کو نہایت بیدردی سے قتل کرکے اُن کے گھر اور لاشوں کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ پولیس ذرائع کے مطابق اس قتل کا ذمّہ دار کمشنر کا سابق اور موجودہ ڈرائیور ہے جنھوں نے اعتراف جرم کرتے ہُوئے قتل کی وجہ یہ بتلائی کہ کمشنر اور اُس کی بیوی اُن کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرتے تھے۔ اُن پہ تشدّد بھی کرتے اور استری سے جسم کو داغتے، قتل ہونے والا ۱۲ سالہ ملازم بھی قتل سے ایک روز پیشتر (بقول اُس کی ماں کے) ماں کے گلے لگ کر روتا رہا۔ اَب سے کچھ عرصہ قبل بہاولپور کے ڈی آئی جی اور ایڈیشنل ڈی آئی جی کو بھی اُن کے ماتحت ملازم نے قتل کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا اس قتل کی وجہ بھی یہی سامنے آئی تھی کہ وہ ماتحت ملازم سے ظالمانہ رویّہ رکھتے تھے۔ ان واقعات میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ان اعلیٰ افسران کا رویّہ اپنے ماتحت ملازمین سے اس قدر ناروا ہے تو عام سائل سے اُن کا رویّہ کتنا ظالمانہ ہوتا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ عوام النّاس بیورو کریسی سے بیزار ہی نہیں بلکہ نفرت کرتے ہیں اور اُن کی یہ نفرت ایک فطری ردِّ عمل ہے جس کا فوری تدارک ضروری ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ اس واقعہ کی فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیق کرا کے انصاف کے تقاضوں کی

تکمیل کرے۔ اگر قتل کی وجوہات وہی ہیں جو بیان کی گئی ہیں تو اس واقعہ سے پاکستان کے افسرانِ بالا کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور اپنے ماتحت ملازمین سے شفقت اور شائستگی اختیار کرنی چاہیے اس لیے بھی کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام ہمیں اپنے ماتحتوں کے ساتھ شفقت و احسان کا حُکم دیتا ہے۔

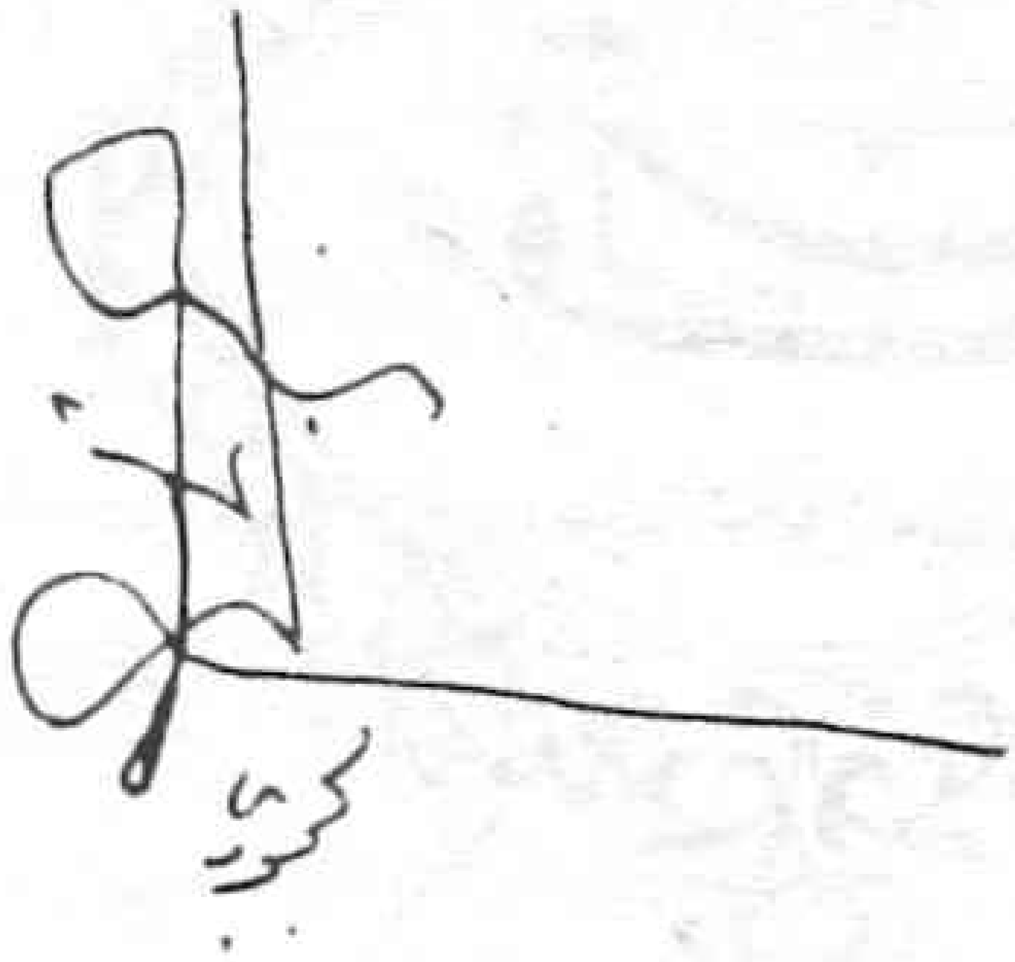

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۴۲ سائیڈ بی ۸۳-۹-۱۶

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین امابعد

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا [1]

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں حکمت ودانائی کا گھر ہوں اور علی اس گھر کا دروازہ ہیں۔"

صحابہ کرام جن کا ذکر ہُوا، اسی ترتیب سے افضل ہیں کہ ساری اُمّت میں سب سے افضل درجہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا ہے، اُن کے بعد حضرت عُمَرؓ کا اُن کے بعد حضرت عثمانؓ کا اُن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔

علماء کوفہ کی رائے

لیکن حضرت علی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے مابین یہ اختلاف رہا ہے کہ بہت سے اہلِ سُنّت کوفہ کے عُلماء یہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ افضل ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴

حضرت علی رضؓ کی خصوصیت

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ مَیں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہیں تو اس کو اگر دیکھا جائے تو ایک خصوصیّت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایسی بنتی ہے کہ جو دوسرے سب صحابہ کرام سے زیادہ عزیز ہے۔

اسی خصوصیّت کی حکمت

اور شاید وہ اللہ تعالیٰ نے بدل دیا اس چیز کا کہ وہ ایک عرصہ تک جتنا عرصہ اُن کی خلافت کا رہا وہ اختلافات اور لڑائیوں میں گزر گیا، تو خلافت سے پُوری دُنیا مستفید نہیں ہوسکی۔

حضرت علی رضؓ روحانی فیض کا سرچشمہ

تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے فیض کا دوسرا راستہ جاری کر دیا، وہ ہے علومِ باطنیہ کا فیض، باطنی علوم روحانی علوم یہ اُن سے چلے ہیں۔ یہ واقعی ایسے ہے کہ یہ اُن سے سب سے زیادہ چلے ہیں۔

سب سے قدیم سلسلہ چشتیہ ہے

ہمارے یہاں جو مشائخ ہیں بزرگانِ دین ہیں اُن کے جو طریقے ہیں اُن میں سب سے قدیم طریقہ جو یہاں ہندوستان میں آیا ہے وہ تو چشتی ہے۔ پھر بعد میں اور طریقے ہیں نقشبندی ہے قادری ہے، سہروردی ہے یہ طریقے بعد میں آئے ہیں چشتی تو کہتے ہیں کہ احمد ابدال چشتی جو تھے وہ محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے۔ یہاں ہندوستان میں جب سومنات فتح کیا جارہا تھا تو اس معرکہ اور جہاد میں وہ خود بھی تشریف فرما تھے سب سے پہلے قدم جو آئے ہیں یہاں وہ چشتی حضرات کے آئے۔

چاروں سلسلوں کا مقصد ایک ہی ہے

لیکن یہ چاروں سلسلے ایسے ہیں کہ جیسے اذکار کے مختلف طریقے ہیں لیکن آگے چل کر آخری چیز جو ہوتی ہے وہ سب طریقوں کی ایک ہی ہے۔ بالکل اُوپر جاکر جہاں آخری سبق ہوتا ہے اس میں چاروں طریقے مل جاتے ہیں۔ منزل پر پہنچنے کے لیے گویا راستے الگ الگ ہوگئے، لیکن جہاں پہنچنا ہے وہ (منزل) ایک ہی ہے

سلسلے بلا انقطاع حضرت علیؓ تک مل جاتے ہیں

تو یہ چاروں طریقے مسلسل اگر دیکھا جائے تو بلا انقطاع فلاں زندہ بزرگ فلاں خلیفہ فلاں زندہ بزرگ کے وہ خلیفہ پھر وہ فلاں زندہ بزرگ کے خلیفہ اس طرح سے زندہ زندہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک جا ملتا ہے۔

ایک اور طریقہ حضرت ابوبکرؓ تک جا ملتا ہے

اور ہمارے یہاں ایک اور طریقہ بھی ہے۔ یہ طریقہ ایسا ہے کہ جو پہنچتا ہے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تک لیکن اُس میں درمیان میں دو جگہ انقطاع آتا ہے۔

قبر سے فیض ہونا

یعنی بزرگ کو صاحبِ ـــــ مزار سے فیض ہُوا۔ شیخ کے اور اس کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ ہے ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال کا فاصلہ ہے۔ فیض ہُوا ہے اُن کو حاصل، مگر اُن کی قبر سے یعنی شیخ کو قبر سے فیض حاصل ہُوا تو وہ شیخ ہُوئے پھر اُس طریقے میں چونکہ زندگی میں نہیں حاصل کیا گیا۔

حالت حیات کی ملاقات کا وزن زیادہ ہوتا ہے

اور اس دُنیاوی زندگی میں جو دوسرے سے ملتا ہے۔ وزن اُسے زیادہ بڑا دیا گیا ہے، چنانچہ صحابہ کرام ان کو کہتے ہیں جنھوں نے حالتِ حیات میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی ہو ملے ہوں مُسلمان ہو کر ملے ہوں اور تابعی اُسے کہتے ہیں کہ جو مُسلمان ہو کر کسی صحابی کے پاس رہا ہو۔ چند منٹ ہی رہ لیا ہو دیکھا ہو اُنھیں۔ وہ تابعی کہلاتا ہے۔ پھر اُس کے بعد تبع تابعی بھی اِسی طرح پہ ہے کہ اُس نے کسی ایسے آدمی کو دیکھا ہو جس نے کسی صحابی کو دیکھا ہو تو گویا زندگی معیار ہُوئی تو اس طریقے کو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند کیا جو سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے لیکن اس میں دو جگہ انقطاع آرہا ہے۔ دو جگہ قبور سے فیض ہُوا تو وہ ایسی چیز ہے کہ آج اگر کسی کو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے عشق ہو جاتے اور اُسے اُن سے فیض حاصل ہونے لگے۔

باطنی فیض کا ذریعہ محبّت ہے اور اسکی مثال

کیونکہ تعلّق جو ہوتا ہے کسی کو کسی سے وہ ہوتا ہے فیض کا ذریعہ، باطنی فیض کا ذریعہ وہی تعلّق ہوتا ہے، اور نہ ہو تعلّق تو باطنی فیض پھر نہیں ہوتا۔ تعلّق ہونا ایسے ہے کہ جیسے کسی نے اپنی بوتل کا مُنہ کھول دیا کہ بارش کا پانی پھر اُس کے اندر آنا شروع ہوگا۔ اور تعلّق نہیں ہے تو وہ ایسے ہے کہ جیسے بوتل پہ ڈاٹ لگی ہُوئی ہو۔ کتنی بھی بارش ہو ایک قطرہ بھی اندر نہیں جائے گا۔ نفرت ہو تو وہ ایسے ہے جیسے کہ اُس کے اُوپر لاگ بھی چڑھا دی ہو کہ چاہے اُسے غوطہ ہی دے دو پانی میں اندر کچھ بھی نہیں جائے گا۔ تیرتی رہے گی بوتل، تو اس طرح سے تعلّق پہ مدار ہے فیض کا، ہو سکتا ہے کہ آج کے

دَور میں کسی کو سب سے زیادہ محبت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہو جائے تو جیسے ہوگی محبّت اُسے اُن سے براہِ راست فیض ہونا شروع ہو جائے گا۔

حضرت مجدّد صاحبؒ کو حضرت ابوبکرؓ سے عشق تھا

تو معلوم ہوتا ہے کہ مجدّد صاحب کو تعلّقِ خاطر جو تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ تھا اور پھر اُسی کی وجہ سے اُنھیں وہ طریقہ پسند آگیا جس میں چاہے انقطاع آرہا ہو دوجگہ مگر پسند اُنھیں وہ آگیا۔

محدّثین کا طریقہ صوفیہ سے مختلف ہے

لیکن محدّثین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ فلاں نے یہ حدیث اُستاذ سے سُنی ہے یا نہیں اُس کا زمانہ پایا یا نہیں پایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تو شرط لگاتے تھے کہ بہ تحقیق لقاء ہو یعنی پتہ چلے کہ فلاں آدمی فلاں آدمی سے ملا ہے۔ اُس نے سچ مچ اُس سے حدیث سُنی ہے، دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اتنی معلومات کون کرسکتا ہے کہ کہاں ملاقات ہُوئی ہے رستے میں ہوجاتی ہے، سفر میں ہو جاتی ہے سفرِ حج میں ہو جاتی ہے، ایک ادھر کا رہنے والا ہے ہندوستان کا ایک الجزائر کا رہنے والا ہے زمانہ ایک ہے دونوں کا یہ ٹھیک ہے اب وہ کہہ رہا ہے کہ مجھ سے فلاں آدمی نے بتایا ہے۔ فلاں آدمی نے یہ بات سُنائی ہے اور اُس سے کہیں گے کہ وہ رہتا ہے انگلینڈ میں یا وہ رہتا ہے الجزائر میں یا وہ رہتا ہے امریکہ میں تم رہتے ہو پاکستان میں ملے کیسے تو کبھی تو ایسے ہوگا کہ وہ بتا سکے گا کہ وہاں ملاقات ہوتی تھی اور کبھی ایسے ہو گا کہ وہ نہیں بتائے گا۔ بس بات ذکر کر دے گا اگر وہ آدمی بالکل سچّا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ مَیں نے فلاں آدمی سے خود سُنی ہے یہ بات سَمِعْتُ کہہ رہا ہے حَدَّثَنِیْ کہہ رہا ہے یعنی مجھے اُس نے یہ بات سُنائی ہے اور آدمی ہے۔ بہت وزنی بالکل صحیح سچّا اور سمجھدار اور یاد رکھنے والا آدمی ہے تو پھر اُس کی حدیث اور بات کو لے لیتے ہیں۔ زمانہ ایک ہونا چاہیے۔ کہاں ملے ہیں یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ بہرحال حدیث مان لی جاتی ہے اُس کی کہ ضرور ملا ہوگا۔ کیونکہ کبھی اِس نے غلط بات کی نہیں، اگر کبھی بھی غلط بات پکڑی جائے اُس کی تو اُسے پھر اعتبار سے ساقط کر دے گی۔ پھر اُس کی حدیث گر جاتی ہے درجہ میں کبھی بھی ایسے نہ ہُوا ہو بس یہ ٹھیک ہے تو پھر کہا جاتے گا کہ ضرور ملا ہوگا۔ کہیں نہ کہیں یہ ذکر کرنا بھول گیا کہ کہاں ملاقات ہُوئی، پُوچھا نہیں کسی نے ورنہ وہ یہ بھی بتا دیتا کہ وہاں ملاقات ہُوئی

ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ کہتے تھے کہ مَیں تو ایک کتاب لکھنی چاہتا ہوں ایسی کہ جس میں فقط وہ راوی ہوں کہ جن میں یہ بات پائی جاتی ہو تحقیقِ لقاء کی تو اُنھوں نے ایک کتاب لکھی ایسی اور کتابیں بھی ہیں جن میں یہ بات نہیں پائی جاتی ویسے تو بخاری شریف جو اَب چل رہی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ اِس میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوگا کہ وہ اپنے اُستاد سے ملا نہ ہوگا اور ملنے کا پتہ نہ ہو بلکہ ملا ہے اور ساتھ رہا ہے اور اُس نے اس کی یادداشت نوٹ کی ہیں تو وہ ایک کتاب اُنھوں (امام بخاری رح) نے تیار کر دی نمونہ کے طور پہ، کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی کتاب تیار کر دوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ ہے کہ میرا عمل ان حدیثوں پہ ہو۔ اُنھوں نے لکھا ہے کہ جَعَلْتُہٗ حجۃً بَیْنِیْ وَبَیْنَ اللّٰہِ یہ کتاب جو ہے یہ میرے اور اللہ کے درمیان حُجّت ہے یعنی یہ کہ تیرا دین مجھے اس طرح پہنچا ہے اور میں اُس پر اِس طرح عمل کرتا ہوں یہ اُنھوں نے کیا، تو اس میں تو اتنا زیادہ زور ہوتا ہے اِس چیز پر کہ کیا واقعی اس آدمی نے اپنے اُستاذ کا زمانہ پایا ہے یا نہیں حالانکہ ایک بات صرف نقل کر رہا ہے۔

تصوّف کے طریقہ کی وضاحت

اور تصوّف ایک بات نہیں ہوتی بلکہ تصوّف میں تو یہ ہوتا ہے کہ ایک سبق دے دیا جاتا ہے اور پانچ منٹ میں سمجھا دیا جاتا ہے اور اُس پر عمل کرنے میں عادت ڈالنے میں عمل کرنے کی عادت بن جائے اس میں بہت وقت لگ جاتا ہے، جو آخری سبق سے پہلے کے اسباق ہیں اُن میں ہی بہت وقت لگ جاتا ہے۔ سال بھی لگ جاتے ہیں۔ بعضے لوگوں کو دس دس سال بھی لگ جاتے ہیں کیونکہ وقت نہیں ملتا کاروبار میں لگے رہتے ہیں چاہے کاروبار کسی کا چل رہا ہو یا نہ چل رہا ہو بلکہ اگر وقت تو مزید پریشانی ہوتی ہے۔ ذہن اس کا یکسو نہیں ہوتا۔ اُسے یکسوئی نہیں میسّر، موقع نہیں میسّر، زیادہ وقت لگ جاتا ہے ایک سبق میں ہی حالانکہ پانچ منٹ میں اُسے بتایا جاسکتا ہے کہ یہ کرنا ہے۔

تصوّف میں عمل کرنا اور عادت بنانی ہوتی ہے

مگر عادت بنانی ہوتی ہے عمل کرنا ہوتا ہے تو عمل کرنا عادت بنانا یہ زیادہ مشکل کام ہے اُس میں بڑا وقت لگ جاتا ہے کسی کو سال کسی کو کئی سال کسی کو کئی مہینے اگر بہت ذہین ہے بہت فارغ ہے اور لگا ہوا ہے تو چند مہینے تو لگیں گے تو تصوّف جو ایسی چیز ہے جس کو سیکھنا بھی اس طرح ہوتا ہے سبقاً

سبقاً سبقاً

بعض اوقات صرف روحانی فیض ہوتا ہے

اس میں اگر اتنا فاصلہ درمیان میں آگیا پچاس سال کا کہ جب اُن کی وفات ہوئی اُس کے پچاس سال بعد یہ پیدا ہوا اُن میں اور اُن میں پچاس سال کا فصل لگتا ہے یا ڈیڑھ سو سال کا فصل لگتا ہے تو یہ تو بالکل روحانی فیض رہا یہ وہ نہیں ہے جسمانی۔

آپ کی وفات کے بعد خواب میں یا بیداری میں زیارت ہو تو صحابی نہیں کہلائے گا۔

اگر کسی کو خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو تو اب صحابی نہیں کہلا سکتا، چاہے ان آنکھوں سے کیوں نہ دیکھا ہو۔ بزرگان دین میں تو یہ بھی ہو جاتا ہے بعض اوقات جلال الدین سیوطیؒ گزرے ہیں۔ حضرت امام شعرانیؒ گزرے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے بحالت بیداری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

یہ زیارت جسمِ مثالی کی ہے نہ کہ جسمِ مبارک اصلی کی

لیکن وہ بحالتِ بیداری زیارت جو ہے وہ جسمِ مثالی سے ہے۔ بعینہٖ اُس جسمِ مبارک کی نہیں ہے جو اِس وقت قبرِ مبارک میں ہے۔ جسمِ مثالی ہے اُس کو دیکھنے سے صحابی نہیں بنیں گے نہ اُنھوں نے اپنے آپ کو صحابی کہا ایک فضیلت کی بات ہے۔ بہت بڑی بات ہے خدا کا فضل ہے یہ لیکن صحابی نہیں کہلایا جا سکتا۔

زندگی میں جسمِ اصلی سے ملنے کا درجہ جسمِ مثالی کے ملنے سے بڑھ کر ہوتا ہے

تو زندگی میں ملنا یہ اور اثر رکھتا ہے اور زندگی کے بعد ملنا چاہے جسمِ مثالی سے ہو اس کا بھی اور اثر ہے چہ جائیکہ روحانی فیض ہو، یا ممکن ہے کہ اُن کی بھی ملاقات جسمِ مثالی سے ہو گئی ہو مگر یہ اُس کو وہ درجہ نہیں حاصل ہو سکتا جو اتصال (یعنی زندگی میں جسمانی ملاقات) کا ہوتا ہے

اکابرِ دیوبند اور نقشبندی حضرات کا رجحان

تو اس بنا پر علمائے دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور دوسرے حضرات، اور طریقہ نقشبندیہ والے حضرات بھی زیادہ ترجیح اس طریقہ کو دیتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچا ہے لکھتے اُسے بھی ہیں مگر زور اُس پر نہیں دیتے۔ کیونکہ اُس میں درمیان میں انقطاع دو جگہ پہ آیا ہوا ہے۔

حدیث میں مُراد کونسا علم ہے

تو یہ چیز جو حدیث میں یہاں آئی اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں حکمت کا گھر ہُوں اور علی رضؓ اُس کا دروازہ ہیں تو اس میں مُراد حکمت سے باطنی علم ہے تصوّف معرفت یہ مُراد لی جاتی ہے جو بالکل عین واقعہ کے مطابق ہے اور یہ حضرت علی رضؓ کی بہت بڑی فضیلت لگتی ہے پُوری دُنیا میں باطنی علوم اور باطنی اعتبار سے وہ جو سب سے مسلسل سلسلہ جو پہنچتا ہے وہ اُنھی تک پہنچتا ہے اور صحابہ کرام میں اس طرح سے یہ سلسلہ کسی تک نہیں پہنچتا ایک حدیث میں ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں تو شہر کے دروازے تو کئی ہوتے ہیں، یہ بھاٹی گیٹ ہے ٹکسالی گیٹ ہے کون کون سے گیٹ ہیں۔ شہر جتنا بڑا ہو گا اُتنے ہی زیادہ دروازے ہوں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک دروازہ ہیں۔ اُس حدیث سے بھی یہی مطلب نکلے گا اور اِس حدیث سے بھی یہی مطلب نکلے گا کہ جو باطنی علوم ہیں اُن کے لیے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو اللہ تعالیٰ نے دروازہ بنانا پسند فرمایا اور وہ آج تک چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپکا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

سیدھا راستہ

سیدھا راستہ جس کے ذریعے اسلام کا نظام عدل نفاذ پذیر ہو سکے کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں اپنے یہاں حکومت کے مسلک کا اعلان کرنا ہو گا کہ مملکت کا قانون فقہ حنفی پر مبنی ہو گا، جیسے کہ سعودی عرب میں حکومت کا اعلان یہ ہے کہ وہ فقہ حنبلی پہ چلتی ہے اور حکومت ایران کا اعلان ہے کہ اس کا مسلک فقہ جعفری ہے۔ (حضرت اقدس بانی جامعہ مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

سیّد سلمان گیلانی

صلی اللہ علیہ وسلم

نعت النبیؐ

میرے تمام مسئلوں کا حل حضورؐ ہیں
میری نظر کے سامنے ہر پل حضورؐ ہیں

سارے نبی جمیل ہیں اجمل حضورؐ ہیں
کامل ہیں سب کے سب مگر اکمل حضورؐ ہیں

جن پر ہُوا ہے ختمِ نبوّت کا سلسلہ
جن پر ہُوا ہے دین مکمّل، حضورؐ ہیں

وہ کون ہے کہ جن کے کفِ پا کی خاک ہے
مومن کی آنکھ کے لیے کاجل، حضورؐ ہیں

قرآں کو سب صحیفوں پہ ایسے ہے برتری
سب انبیاء سے جس طرح افضل حضورؐ ہیں

مانگا تھا جو خلیلؑ نے رَب سے دُعاؤں میں
اسلام کے درخت کا وہ پھل حضورؐ ہیں

آدمؑ سے تا مسیحؑ تھا اِجمال میں نزول
اُترا ہے جن پہ دین مُفصّل حضورؐ ہیں

ہر دم ہے جن کی چشمِ عنایت وہ ہیں حضورؐ
ہم پر ہے جن کا لطفِ مسلسل حضورؐ ہیں

یَا رَبِّ اُمَّتِیْ ہے یہ کس کی زبان پر
اُمّت کے غم میں مضطرو بے کل حضورؐ ہیں

مہتاب ہیں حضورؐ تو اصحاب ہیں نجوم
کِرنیں ہیں آلِ پاک تو مشعل حضورؐ ہیں

سلماؔن اَب نہ آئے گا کوئی نیا نبی
جن پر ہُوا ہے در یہ مُقفَّل حضورؐ ہیں

❁

مرسلہ : ڈاکٹر محمد امجد

مکتوبِ مدنی رح

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

مُردہ بچّے کی ولادت کی کیفیّت معلوم کر کے صدمہ ہُوا، میرے محترم! اولاد کی محبّت یُوں تو طبعی ہے مگر یہ طبعی بات بھی عقل کے ذریعے سے زیادہ تر اثر پذیر ہوتی ہے، چونکہ اولاد سے مختلف قسم کے منافعِ دینوی کی اُمّید ہوتی ہے اسلیے اُنکے مرنے سے بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے، مگر غور و عقل کو کام میں لایا جائے تو مَرنا اور خصوصًا اس زمانے میں زندہ رہنے سے زیادہ خوشی کا باعث ہے" زندہ رہنے والی اولاد بُہت سے بُہت دنیاوی زندگی میں کار آمد ہو سکتی ہے، یہ بھی اُس وقت ہے جبکہ اولاد صالح اور قابل ہو (جو کہ اس زمانے میں بُہت شاذ و نادر ہے) دیکھا یہی جاتا ہے کہ اولاد بڑے ہونے کے بعد بھی ماں باپ کے لیے سوہانِ رُوح رہتی ہے، مگر ذرا مَرنے والی نابالغ اولاد کی طرف نظر اُٹھایئے، حسب ارشادِ نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جو کہ نہایت صحیح اور مستند احادیث اور صریح آیات کے مضامین سے مفہوم ہوتا ہے" نابالغ مَرجانے والے بچّے ماں باپ کے لیے دوزخ سے بچا لینے والے اور حجاب ہوں گے۔ یہاں تک فرمایا گیا کہ جو حمل ساقط ہو گیا ہو وہ بھی اپنے ماں باپ کے لیے خداوند کریم سے جھگڑا کرے گا اور بالآخر رحمتِ الٰہی حاصل کر کے اس خطاب کا مستحق ہوگا، ایھا السّقط المراغم ربّه اخرج ابویك من النّار ۔ یعنی اے ساقط ہونے والے حمل اپنے پروردگار سے بُہت جھگڑنے

والے جا اور اپنے ماں باپ کو دوزخ سے نکال لے، اس مضمون کی بکثرت احادیث موجود ہیں جن میں صبر اور شکر کی بھی بعض مقام پر شرط ہے، اب خیال کیجیے کہ آخرت کی زندگی ایک پائدار اور ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے، اس کے حصول کے لیے یہ مرجانے والی اولاد بالخصوص جبکہ صبر اور شکر سے کام لیا گیا ہو، تریاق کا کام دینے والی ہے اور آخرت کا عذاب وہ عذاب ہے کہ دنیا کی جملہ انواع کی تکالیف ایک طرف اور آخرت کے فدائیوں کی ایک قسم کی تکلیف چند منٹوں کی ایک طرف ہو تو یہ آخرت والی تکلیف اس پر بالا ہو جائے گی اور یہ مرجانے والی اولاد آخرت کے جملہ عذابوں سے بچانے والی ہے۔ للہذا میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو دنیا میں بچپن میں ایک یا زیادہ اولاد کے مرجانے کی صورت پیش آگئی ہو تو اس کو بہت خوش ہونا چاہیے کہ الحمدللہ ہماری مغفرت کا سامان خداوند کریم نے پیدا کر دیا اور یہ اولاد ہماری پیش خیمہ بن کر ہم سے پہلے بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئی۔ ہمارا خاتمہ خداوند کریم ایمان پر کر دے، تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی، ایسی نعمت پر اولاد کو دنیا میں باقی رہنے کی نعمت ہزار مرتبہ قربان ہے، الحاصل عقلمند مسلمان کو تو یہاں فقط خوش ہونے کا مقام ہے۔

(۲) بات غور کی یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے پاس امانت لاکر رکھتا ہے تو ہم پر بڑی ذمہ داری پڑ جاتی ہے اور جب تک اس کی امانت اس کو ادا نہیں کر دی جاتی جب تک بوجھ ہلکا نہیں ہوتا، جب ادا ہو جاتی ہے تو سمجھدار اور امانتدار طبیعتیں بہت زیادہ خوش اور ہلکی ہو جاتی ہیں اور یہ خیال کرتی ہیں کہ آج ہمارے سر سے بہت بڑے پہاڑ کا بوجھ اُتر گیا۔ اسی بنار پر وہ حمد و ثنا بھی کرتی ہیں، ہاں دروغ گو، بے اطمینان خائن طبیعتیں رنجیدہ ہوتی اور آہ واویلا کرتی ہیں ہم کو جو کچھ اس دارِ فانی میں عطا کیا گیا ہے وہ سب خداوند کریم کی امانت ہے، خصوصاً اولاد جن کی پرورش، تعلیم وغیرہ ہم لازم ہوتی ہے اور کمی کرنے کی صورت میں مواخذہ کا کھٹکا ہر وقت سر پر ہے۔ اس امانت کا رکھنے والا جب اپنی امانت کو واپس لے لیتا ہے تو اگر ہم رنجیدہ خاطر ہوں تو آپ ہی فرمائیں کہ خائن کہلانے کے مستحق ہوں گے یا امانت دار اور کیا ہم عتاب کے مستحق ہوں گے یا ثواب کے؟

افسوس ہے کہ ہم کس شدید اور قبیح غلطی میں مبتلا ہیں، ہم امانتوں کو اپنی مِلک اور کفرانِ نعمت کو شکر اور احسان کو کفران سمجھ رہے ہیں، غرضکہ ہمارے لیے اولاد کے مرنے پر خوشی کا مقام ہے۔ رنج کرنا سراسر

غلطی اور قبیح ہے، امانت رکھنے والے نے جو امانت باقی رکھی ہے، اُس کی ذمّہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اسکا۔ ۔ ۔ اور جس امانت کو ہم سے واپس لے کر ہمارے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے۔ اسکا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

(۳) بندے اور غلام کا فرض یہ ہے کہ اپنے آقا کی خوشی اور اس کی رضا میں فنا ہو، دن رات یہی دھن رہنی چاہیے اور جس بات میں اسکا آقا خوش ہو، اسی کی دن اور رات کوشش کرنی چاہیے، ورنہ برابری اور ہمسری کا دعوٰی شمار ہوگا کسی اعتراض کو جگہ دینا یا دل کا غم آلود ہونا بندگی اور عبدیت کے بالکل خلاف ہے، پس جبکہ کسی بچّے یا کسی نعمت کو آقا نے ہم سے لے لیا تو اُس کے اس فعلِ سرتاپا حکمت پر صدمہ یا ناراضی کا اظہار ہونا نہایت زیادہ بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے۔ ہمارا فرض یہی ہے کہ دِل اور زَبان سے یہی کہیں ؏ راضی ہیں ہم اس میں خدا جس میں کہ ہے تیری رضا

ہم کو انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کا مصائب کے وقت میں خاص طور سے اتبّاع کرنا ضروری ہے، اُنھوں نے اس وقت میں نہایت صبر و استقلال سے کام لیا ہے، آپ دونوں صاحبوں کو بھی یہی چاہیے ان اسلاف کرام کا اتبّاع باعث رحمت ہے۔ دُشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے فجر کے فرض اور سُنّت کے درمیان میں۔ ۴ دفعہ سُورۃ فاتحہ اوّل و آخر درُود شریف ۳ بار پڑھ لیا کریں۔ [1]

والسّلام

از سلہٹ خلافت آفس، ۹ ر رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ

ننگِ اکابر حسین احمد غفرلہٗ

---

[1] ام سلمہ، زینب، رقیہ، کلثوم اور محمد کریم کے پیہم انتقال کے بعد محمد نعیم ۸ ماہ کا سیتا پور اسپتال میں پیدا ہوا اور عدم سے عالمِ وجود میں آتے ہی ایک چیخ کے ساتھ اپنے بھائی بہنوں سے جاملا۔ اسپتال میں یہ ۸ ماہ بے حد تکلیف اور پریشانی میں کاٹے گئے۔ گھر میں بے حد کمزور تھیں اور ہر وقت قلب بند ہوجانے کا خطرہ تھا، خود لیڈی ڈاکٹر ان کی زندگی سے تقریباً مایوس ہوچکی تھی۔ بچّہ کے مَرنے سے اُن کی صحّت پر اور زیادہ بُرا اثر پڑا ہے، مَیں نے انتہائی پریشانی میں حضرت مدفیوضہم کی خدمت میں عرض داشت ارسال کی، سلہٹ سے یہ صحیفہ گرامی شرف صدور لایا۔ (احمد حسین لاہر پوری)

والدین کی فرمانبرداری کا بیان

مولانا عطاء الرحمٰن مہتمم مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانو خیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں

عجیب واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ۔ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ جو اُس نے دل میں کہے ہیں خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سُنا۔جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں۔ والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ، یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی۔اب اور کچھ کہنے سُننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔اُس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان ویقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے۔) پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے۔جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سُنا۔آپ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سُناؤ اُس وقت اس نے یہ اشعار سُنائے۔

غَذَوْتُکَ مولودا و مُنْتُکَ یافعا تُعَلُّ بما اجنی علیک و تُنْهَلُ

اذا ليلةٌ ضافتك بالسقم لم ابِتْ لسقمك الا ساهِرًا اَتَمَلْمَل
كانى انا المطروق دونك بالذى طرقت به دونى فعينى تهمُل
تخاف الرّدٰى نفسى عليك وانها لتعلم ان الموت وقت مُؤجّل
فلما بلغت السِّنَّ والغاية الّتى اليها ما مدٰى ماكنت فيك اؤمّل
جعلت جزائى غلظةً وفظاظةً كانك انت المنعم المتفضّل
فليتك اِذلم تَرَع حق اَبُوَّتى فعلت كما الجار المصاقب يفعَل
فأوليتنى حق الجوار ولم تكن علىّ بمال دون مالك تَبْخَل

ترجمہ :۱ـ میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمّہ داری اُٹھائی تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔

۲ـ جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری۔

۳ـ گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے تمہیں نہیں جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔

۴ـ میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا، حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرّر ہے۔ پہلے پیچھے نہیں ہوسکتی۔

۵ـ پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنّا کیا کرتا تھا۔

۶ـ تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنادیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان و انعام کررہے ہو۔

۷ـ کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم ازکم ایسا ہی کرلیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔

۸ـ تو کم ازکم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔

(معارف القرآن لمفتی اعظمؒ ج ۵، ص ۴۵۵)

ف : والدین کی نافرمان مسلمان اولاد کو یہ بار بار پڑھنا چاہیے اور لوحِ دل پر نقش کرنا چاہیے
رمانیؔ والدین کے عظیم گناہ سے فوراً توبہ کرنا چاہیے۔ اگر والدین فوت ہو چکے ہوں اور اُن سے
نافی تلافی کا طریقہ چونکہ اب بند ہو چکا ہے تو مسلسل اُن کے لیے دُعائے مغفرت اور صدقات و
رت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نافرمانی کا گناہ معاف کر کے فرماں برداروں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے بشرطیکہ
سلسلہ علی الدوام ہو۔

فرامین نبوی

اس بارے میں چند فرامین نبوی ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق سے نوازے آمین۔
حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا
باپ جنّت کا درمیانی دروازہ ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کی حفاظت کرو یا ضائع
کر دو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے
فرمایا کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں

حضرت ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے
دریافت کیا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں ہی تیری جنّت
یا دوزخ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت و خدمت جنّت میں لے جاتی ہے اور ان کی بے ادبی و ناراضگی
دوزخ میں لے جاتی ہے۔

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو
خدمت گزار بیٹا اپنے والدین پر رحمت و شفقت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے
میں ایک حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ دن میں سو مرتبہ اس طرح
نظر کرلے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں سو مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ یعنی ہر نظر پر یہی ثواب
ملتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور سب گناہوں کی سزا تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ بجز والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کے۔ کہ اس کی سزا آخرت سے پہلے دُنیا میں بھی دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لیے اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہا۔ اس کے جنّت کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور جوان کا نافرمان ہُوا اس کے لیے جہنّم کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی تھا تو ایک دروازہ جنّت یا دوزخ کا کھلا رہے گا اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جہنّم کی وعید کیا اس صورت میں بھی ہے کہ ماں باپ نے اس شخص پر ظلم کیا ہو۔ تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا وان ظلما، وان ظلما، وان ظلما یعنی ماں باپ کی نافرمانی اور ان کو ایذا رسانی پر جہنّم کی وعید ہے خواہ ماں باپ نے ہی لڑکے پر ظلم کیا ہو۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو ماں باپ سے انتقام لینے کا حق نہیں کہ انھوں نے ظلم کیا تو یہ بھی اُن کی خدمت و اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیں۔

فائدہ ۱: اس پر عُلماء کرام و فقہاء عظام کا اتفاق ہے کہ والدین کی اطاعت صرف جائز کاموں میں واجب ہے۔ ناجائز یا گناہ کے کام میں اطاعت واجب تو کیا جائز بھی نہیں حدیث میں ہے۔ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

فائدہ ۲: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ میری والدہ جو مشرک ہے مجھ سے ملنے کے لیے آتی ہے۔ کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اسکی خاطر مدارات کروں؟ آپ نے فرمایا کہ صِلِی اُمَّكِ (یعنی اپنی ماں کی صلہ رحمی اور خاطر مدارات کرو) اور کافر ماں باپ کے بارے میں خود قرآن کریم کا یہ ارشاد موجود ہے۔ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی جسکے ماں باپ کافر ہوں اور اس کو بھی کافر ہونیکا حکم دیں۔ تو ان کا اس معاملے میں حکم ماننا تو جائز نہیں۔ مگر دُنیا میں ان کے ساتھ معروف طریقہ کا برتاؤ کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ معروف طریقہ سے یہی مُراد ہے کہ ان کے ساتھ مدارات کا معاملہ کریں۔

(تفسیر معارف القرآن لمفتی اعظم)

نہیں معلوم ایک عظیم الشان اسلامی ناموروں نے کس قدر گرم آنسو (صحرائے لیبیا) کی تپتی ہوئی زمین پر گراتے ہیں اور اپنے مقدس پاؤں کو کتنے عرصے تک کے لیے دشت نوردی کے مصائب و الام کے لیے وقف کر دیا ہے، جب کہیں جا کر یہ جنود الٰہی، یہ جیش صداقت یہ فوج ملائک اوصاف جمع ہوئی! (غازی انور بک) نے جب طرابلس میں قدم رکھا ہے تو کیا حال تھا؟ ایک لق و دق صحرائے ہولناک! ایک وحشت انگیز ریگستان افریقہ! جس میں انسانی وجود کا کہیں نام و نشان نہ تھا، اس کی نظریں جہاں تک کام کرتی تھیں تودہ ہائے ریگ اور بگولہ ہائے صحرائی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا، وہ جہاد و دفاع کے تصور میں ہفتوں یہاں کی ریگزار پر روتا رہا، لیکن اس کا شجیع اور عظیم دل نا اُمیدی کے لیے نہیں بلکہ کامرانی کے لیے پیدا ہوا ہے، وہ مایوس نہیں ہوا اس کی راہ میں جس قدر موانع اور رکاوٹیں پیش آئیں، ان کی اُس نے تحقیر کی، اور مشکلوں کے ہجوم کو ہنس کر ٹال دیا اور پھر کمر ہمت باندھ کر اطراف و جوانب کے قبائل میں دعوتِ جہاد شروع کر دی کہ (یا قومنا اجیبوا داعی اللہ) دنیا کی کونسی سخت سے سخت مصیبت ہے جو اس (داعی حق) کو اس کام میں پیش نہیں آئی، مگر ہر مایوسی جو سامنے آتی تھی وہ اس کی سمند ہمت پر ایک نئے تازیانے کا کام دیتی تھی یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد وہ تن تنہا فرد مقدس جو بادیہ نشیں قبائل کے خیموں اور گشتی بازاروں میں روتا ہوا پھر رہا تھا، جب واپس ہوا تو جنود الٰہی کی عظیم الشان صفیں اس کے یمین و شمال نیزے بلند کیے ہوئے چلی آرہی تھیں۔ (اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (۱۱۲: ۳) وہی تن تنہا فرد مقدس دشمن کے بے شمار لشکر کے سامنے حریفانہ و مساویانہ آکر کھڑا ہو گیا اور پھر پورے نو مہینوں کے اندر ایک دن بھی شکست و ہزیمت اس کے دامنِ عزت پہ دھبہ نہ لگا سکی۔ تمام اہلِ عرب جن کو عثمانی خلافت کا قدیمی مخالف سمجھا جاتا تھا اوامر سلطانی کے آگے پوری اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ جھک گئے اور آج عثمانی فوج کے مفہوم میں بلا کسی اختلاف و شبہہ کے عربی افواج داخل ہے۔

(الہلال - ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ء)

مولانا حکیم عبدالرّحیم صاحب

اَوَّلِیَات

* اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ۔ ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا کیونکہ کائنات جن و انس و ملائکہ سب کا حساب و کتاب لکھنا تھا بعد میں سب کچھ۔
* سب سے پہلے پہاڑ زمین پر جبلِ ابوقبیس بنایا گیا۔
* سب سے پہلے مسجدوں میں مسجد حرام بنائی گئی کہ ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے۔
* سب سے پہلے اللہ نے اپنے حبیب کے نُور کو پیدا کیا مگر آپ سب نبیوں کے بعد میں آئے۔
* سب سے پہلے زمین پر انسانوں میں حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا اور سب ان کی اولاد ہیں۔
* سب سے پہلا بچّہ حضرت آدم کا قابیل ہے جو کہ قاتل ہے یعنی بڑا ہی گنہگار
* سب سے پہلا قاتل اپنے بھائی کا یہی قابیل ہے کہ جس نے قتل کی رسم جاری کی۔
* سب سے پہلا مقتول اللہ کی رضا پر سَر دینے والا ہابیل ہے جو اُسی کا بھائی ہے۔
* سب سے پہلا نکاح حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں کا پڑھا اپنی بیٹی سے۔
* سب سے پہلی بیٹی حضرت آدم علیہ السّلام کی ہابیل کے نکاح میں آئی۔
* سب سے پہلے بیوہ ہونے والی حضرت آدم علیہ السّلام کی بیٹی ہابیل کی بیوی ہے۔
* سب سے پہلی قبر دُنیا میں ہابیل کی بنی اس سے پہلے دُنیا میں کوئی قبر نہ تھی۔
* سب سے پہلا قبر کی صُورت میں گڑھا کھودنے والا کوّا ہے جس کو غراب کہا جاتا ہے۔
* سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السّلام ہیں۔
* تخلیق کائنات میں سب سے پہلے محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نُور پیدا کیا گیا۔
* سب سے پہلی عورت حضرت حوا علیہا السّلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے نکالی گئیں۔

* سب سے پہلی بیوی بھی حضرت آدم کے نکاح میں آنے والی حضرت حوّا ہی ہیں یہ نکاح اللہ تعالیٰ ہی نے آدم علیہ السلام سے یقیناً پڑھایا ہوگا۔ مبارک ہو یہ نکاح۔
* سب سے پہلے جس نے خط یعنی لکیر کھینچی یا خط لکھا وہ حضرت ادریس علیہ السّلام ہیں۔
* سب سے پہلے ختنہ کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے نبی ہیں۔
* سب سے پہلے مہمان نوازی کرنے والے بھی ابراہیم علیہ السّلام ہی ہیں۔
* اسلام کو ملّتِ ابراہیمی ہی کہا گیا ہے۔
* دینِ حنیف بھی یہی دین اسلام ہی ہے۔
* سب سے پہلے اسلام میں آنے والے اور محمد رسول اللہ کو ماننے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں۔
* سب سے پہلے بچّوں میں حضرت علی رضؓ ابن ابی طالب اللہ کے نبی پر ایمان لاتے ہیں۔
* سب سے پہلی عورتوں میں اللہ کے نبی پر ایمان لانے والی خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔
* سب سے پہلے انصار میں سے ایمان لانے والے حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب ہیں۔
* سب سے پہلے بلند آواز سے اذان دینے والے حبشی غلام حضرت بلالؓ ہیں۔
* سب سے پہلے مسجد بنانے والے حضرت عمار بن یاسرؓ ہیں۔
* سب سے پہلے تلوار کے دھنی اسلام میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔
* سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کرنے والے حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ ہیں۔
* سب سے پہلی وحی لفظ اقرأ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ علق کا پہلا لفظ ہے۔
* سب سے پہلی سورت الفاتحہ ہے جس کی سات آیات ہیں
* سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کے صحیفے ہیں۔
* سب سے پہلے شفاعتِ کبریٰ کی اجازت مقامِ محمود میں حضور علیہ السّلام کو ہوگی۔
* سب سے پہلے جنّت میں حضرت محمد رسول اللہ حضرت عائشہ کے ساتھ ہی داخل ہوں گے اس کے بعد میں اور سب جنّت میں داخل ہوں گے یہ عمدہ مقام ہے۔
* سب سے پہلے بغیر حساب وکتاب اور بغیر سوال وجواب کے شُہدا جنّت میں جائیں گے۔
* سب سے ادنیٰ جنّت میں جانے والے مُسلمان کی جنّت اس کی حدِ نظر تک فراخ ہوگی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

سعودی عرب کے مفتی اعظم جناب شیخ عبد العزیز بن باز کی وفات عالمِ اسلام کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ شیخ موصوف عالمِ اسلام کی ایک عظیم دینی اور علمی شخصیّت تھی۔ سعودی حکومت میں اُن کا فتویٰ قانون کی حیثیّت رکھتا تھا۔ سعودیہ کے تمام فرمانروا شاہ فیصل، شاہ خالدؒ مرحوم اور موجودہ حکمران شاہ فہد اور دیگر تمام شہزادے اُن کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ سعودی عرب کی یہ وہ واحد علمی عظیم شخصیّت تھی جس کا شاہ فہد بھی احتراماً ماتھا چوما کرتے تھے۔ شیخ موصوف بڑی جرأت کے ساتھ ہر اُس کام پر تنقید کرتے جو بھی قرآن و سُنّت کے خلاف ہوتا۔ اور حکومت کو اس سے روک دیتے۔ مجھے ذاتی طور پر کئی مسائل معلوم ہیں جن کی مَیں نے نشاندہی کی اور مفتی صاحب موصوف نے حکومت کو ان کی طرف متوجّہ کیا۔ سعودی عرب میں قانونی طور پر جو قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اس فیصلے میں بھی شیخ موصوف کا بہت بڑا حصّہ تھا۔ شیخ موصوف قادیانی فتنے کو عالمِ اسلام کے لیے ایک عظیم خطرہ قرار دیتے تھے۔

عقیدہ ختم نبوّت سے ان کا والہانہ شغف تھا۔ اسی وجہ سے وہ مجھ ناچیز سے بڑی محبّت کرتے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں جبکہ وہ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ موسم گرما کی تعطیلات میں یونیورسٹی میں مقیم طلباء کو قادیانیت کا کورس کرانے کی مجھے دعوت دی اور خود اس کورس کا افتتاح کرایا۔ اور میرے لیے رہائش اور یونیورسٹی میں آمد و رفت کا سرکاری طور پر انتظام کیا۔ افریقی ممالک میں قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر اُنھیں انتہائی تشویش تھی، چنانچہ افریقی ممالک کینیا، نائیجیریا، گھانا، گینیا سیرالیون وغیرہ کا ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۸ء میں دو دفعہ میرا تبلیغی دورہ کرایا۔ ان سفروں میں ڈاکٹر علاّمہ خالد محمود بھی میرے رفیق سفر تھے۔ ایک دَورے کے تمام اخراجات اُنھوں نے "دارالافتاء والارشاد" کی طرف سے سرکاری طور پر برداشت کیے اس کے علاوہ سعودیہ میں سینکڑوں قادیانی ملازمین جو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو مُسلمان ظاہر کر کے وہاں نوکری کر رہے تھے۔ میری نشاندہی اور معلومات بہم پہنچانے پر اُن کا وہاں سے اخراج کرایا۔ شیخ موصوف کی دیگر اسلامی اور دینی خدمات کے علاوہ ختم نبوّت کے محاذ پر عظیم خدمات ناقابلِ

فراموش ہیں جن کا انہیں قیامت تک اجر و ثواب ملتا رہے گا۔
شیخ موصوف کی وفات سے جو علمی دُنیا میں خلا پیدا ہوا ہے اُسکا پُر ہونا ناممکنات میں سے ہے۔

شیخ موصوف بچپن میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں غضب کا حافظہ عنایت فرمایا تھا۔ اگر کسی سے زندگی میں ایک مرتبہ ملاقات ہو گئی تو اس کی آواز سنتے ہی اس کو پہچان لیتے تھے اور ان کے حافظے میں ان کا نام محفوظ ہوتا تھا اور پوچھتے کہ آپ فلاں صاحب ہیں، ہر ایک سائل کی حتی الامکان مدد فرماتے اور کسی سائل کو کبھی اپنی مجلس سے مایوس نہیں ہونے دیتے تھے۔ سعودیہ کے مشائخ میں شیخ موصوف انتہائی فیاض، سخی اور مہمان نواز مشہور تھے کبھی بھی ان کا دسترخوان مہمانوں سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ ۴۰ یا ۵۰ مہمان عموماً کھانے پر موجود ہوتے تھے۔

۱۹۶۴ء میں جب مجھے پہلی مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی تو میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے رفع آسمانی اور دوبارہ دُنیا میں تشریف لانے کے منکرین قادیانی اور مصر کے "شیخ شلتوت" جیسے ملحدین کے بارہ میں ایک استفتاء مرتّب کیا، حرمین شریفین کے تمام ائمہ اور مشائخ کو وہ سوال پیش کیا تو تمام نے یہ کہا کہ آپ شیخ بن باز سے فتوٰی حاصل کریں، جو شیخ فتوٰی دے گا ہم اس کی تائید و تصدیق کر دیں گے۔ شیخ مرحوم ان دنوں مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ شیخ صاحب انتہائی متقشف زندگی گزارنے والے تھے۔ دُنیا بھر سے مسلمان مختلف مسائل میں اُن کی طرف رجوع کرتے تھے۔

اس فتوٰی کا جواب حاصل کرنے کے لیے ڈیڑھ ماہ کا طویل عرصہ راقم نے مدینہ میں قیام کیا بالآخر شیخ نے مفصل فتوٰی تحریر فرمادیا۔ جو دیگر علماء کرام کی تائید کے ساتھ متعدّد بار چھپ چکا ہے شیخ نے بڑے واضح الفاظ میں قرآن مجید اور اجماع اُمّت کے دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے رفع آسمانی اور دوبارہ دُنیا میں آنے کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ موصوف کی حسنات کو قبول فرمائیں اور اُن کے درجات کو بلند فرمائیں۔ علی علیین میں اللہ تعالیٰ انہیں جگہ نصیب فرمائیں اور اُن کے خلا کو اپنی خصوصی رحمت سے پُر فرمائیں۔ ہم آنکی وفات پر اُن کی اولاد اُنکے سارے خاندان اور رائل فیملی جمان کے ساتھ برابر کے شریکِ غم ہیں اللہ تعالیٰ تمام کو صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اجر جزیل عطا فرمائیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

وفیات

○ جناب محترم اشتیاق صاحب عثمانی (ابوظبی) کی والدہ محترمہ اور فاضل جامعہ مولانا عبدالحفیظ صاحب کی خوش دامن صاحبہ، گزشتہ ماہ ۳۰ اپریل کو طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ فالج کے عارضہ میں مبتلا رہیں خوش قسمتی سے اشتیاق صاحب عثمانی وفات کے وقت لاہور میں والدہ کے پاس موجود تھے۔ مرحومہ بہت عبادت گزار اور سادہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماکر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ محترم جناب اشتیاق صاحب عثمانی اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

○ محترم جناب حاجی مہربان خان صاحب مدظلہم کی اہلیہ محترمہ گزشتہ مئی کے مہینہ میں مختصر علالت کے بعد ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ مرحومہ بہت عبادت گزار اور بزرگانِ دین کی بے حد عقیدت مند تھیں۔ حضرت اقدس بانی جامعہ سے بیعت تھیں۔ وفات کے بعد انکی صندوقچی سے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اوراد وظائف پر مشتمل چودہ پندرہ خطوط ملے جو مرحومہ نے تبرکاً بہت حفاظت سے رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ حاجی صاحب، ان کے صاحبزادے حکیم عطاء اللہ صاحب اور دیگر تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

○ ۵ مئی کو جناب سیّد تقویم الحق صاحب کاکاخیل پشاور میں وفات پاگئے۔ مرحوم فاضل دیوبند اور پشتو زبان کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

○ گزشتہ سے پیوستہ ماہ جامعہ کے ناظم اور سفیر جناب مولوی شیر محمد صاحب کی پھوپی طویل علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور مولوی شیر محمد صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

○ جامعہ کے خادم اور سفیر جناب قاری غلام رسول صاحب کے بہنوئی گزشتہ ماہ ۱۸ مئی کو وفات پاگئے مرحوم عرصہ سے سرطان میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل نصیب ہو۔

○ ۲۲ مئی کی شب جناب محترم ڈاکٹر محمد سرور چاند صاحب حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم ہومیو پیتھ ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے کالم نویس بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔ اسی لیے ہر دل عزیز تھے اپنی زندہ دلی کی وجہ سے ہر مجلس کی رونق تھے۔ علماء، صالحین بالخصوص حضرت اقدس بانی جامعہ سے بے حد تعلق اور محبت رکھتے تھے اور بہت اخلاص سے ان کی خدمت کیا کرتے۔ مرحوم نے تجرد کی زندگی گزاری۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماکر کروٹ کروٹ راحت و سکون نصیب فرمائے۔ آمین

○ ۲۴ مئی گزشتہ ماہ عالمی شہرت یافتہ طبیب حاذق جناب حکیم محمد شریف صاحب جگرانوی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے۔ موقوف علیہ تک دارالعلوم ہی میں تعلیم حاصل کی بعدازاں اپنے خاندانی پیشہ طب سے وابستہ ہوگئے۔ خدا نے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ موجودہ زمانہ طب میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ طبیعت میں فیاضی اور خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اکابرین دیوبند دینی طلبا اور غرباء کی بے لوث خدمت کیا کرتے اور اس پر بہت خوش ہوتے۔ ایک بار فرمایا کہ ابوظبی کے شیخ زید بن سلطان نے مجھے اپنے خاندان کے لیے شاہی طبیب بننے کی پیشکش کی، لیکن میں نے انکار کردیا۔ حضرت اقدس والد صاحبؒ کو تقریباً پندرہ برس پہلے اپنا ایک واقعہ سُنایا جس سے ان کی خودداری اور عزتِ نفس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

فرمایا کہ ابوظبی کی ملکہ کے علاج کے لیے میں ابوظبی گیا تو شاہی عملہ نے مجھے ملکہ کے حضور حاضری کے آداب (پروٹوکول) سکھانے شروع کردیے میں نے عملہ سے کہا کہ میں ملکہ کی نبض دیکھنے آیا ہوں یہ درباری آداب وغیرہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ نبض دِکھلانی ہے تو ٹھیک، ورنہ میں واپس چلا، چنانچہ وہ باز آگئے۔ جب ملکہ کا معائنہ کرچکا تو ملکہ نے پوچھا آپ کی فیس کیا ہے میں نے کہا آنے جانے کے اخراجات کے علاوہ میں کوئی فیس نہیں لیا کرتا۔ اس لیے کچھ فیس نہیں ہے، ملکہ نے کہا میں آپ کی سادگی سے بہت متاثر ہوئی ہوں ہمارے پاس جو بھی معالج آتا ہے سر سے پاؤں تک سج دھج کر آتا ہے مگر آپ کا حلیہ بالکل سادہ ہے۔

حضرت اقدس والد صاحبؒ نے واقعہ سُن کر فرمایا کہ " شاہی عملہ کو جو آپ نے کھرا جواب دیا یہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کی برکت کا اثر ہے۔"

(بقیہ برصفحہ ۴۷)

محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد

اُن کی تحریرات کے آئینہ میں

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُ الواحِد زید مجدہم
مُدرّس و نائبِ مُفتی و فاضِل جامِعَہ مدنیّہ

مکّہ مکرمہ کے رہنے والے ایک عرب علمی گھرانے کے فرد محمدؔ علوی مالکی صاحب نے منجملہ دیگر کتابوں کے الذخائر المحمدیہ اور حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں کے بہت سے مندرجات پر سعودی عرب کے عُلماء کے بورڈ کے ایک رُکن اور مکّہ مکرّمہ کے قاضی شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع نے اعتراض کیا اور اُن کے رد میں ایک کتاب ۱۴۰۳ھ میں شائع کی جس کا نام حوار مع المالکی فی رد منکراتہ وضلالاتہ" رکھا۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سعودیہ کے قاضی القضاۃ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے لکھا

"فقد اطلعت علی امور منکرۃ فی کتب اصدرھا محمد علوی مالکی - وفی مقدمتھا کتابہ الذمیم الذی سماہ الذخائر المحمدیہ - من تلک الامور نسبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفات ھی من خصائص اللہ سبحانہ وتعالی کقولہ - بان لرسول اللہ مقالید السمٰوٰت والارض وان لہ ان یقطع ارض الجنّۃ و یعلم الغیب والروح والامور الخمسۃ التی اختص اللہ تعالی بعلمھا .... الخ

محمد علوی مالکی صاحب کی لکھی ہُوئی کتابوں میں موجود بہت سی قابل نکیر باتوں پر میں مطلع ہُوا۔ ان کتابوں میں سب سے مقدم اُن کی وہ قابل مذمّت کتاب ہے جس کا نام انھوں نے "الذخائر المحمدیہ" رکھا ہے۔ ان قابلِ نکیر باتوں میں ایک یہ ہے کہ اس کتاب میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی گئی ہے جو محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خصائص میں سے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہیں اور یہ کہ آپ جنّت کی زمین بطورِ جاگیر دے سکتے ہیں اور یہ کہ آپ غیب اور رُوح اور ان پانچ چیزوں کا علم جانتے ہیں جن کے جاننے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے

خاص رکھا ہے۔

محمدؐ علوی صاحب کے رد میں دو اور علماء جزائری اور تویجری نے بھی کتابیں لکھیں۔

ان کے جواب میں محمد علوی صاحب کے ساتھیوں کی جانب سے بھی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً یوسف ہاشم رفاعی صاحب جو کویت کے وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ اُنھوں نے ۱۴۰۴ھ میں الرد المحکم المنیع علی منکرات و شبہات ابن منیع شائع کی اور عبدالحی عمروی اور عبدالکریم مُراد نے ۱۴۰۴ھ ہی میں "التحذیر من الاغترار ما جاء فی کتاب الحوار" شائع کی اور اسی سال سو صفحات پر مشتمل ایک تیسری کتاب بھی شائع ہوئی جس کا نام اعلام النبیل ہے۔

۱۴۰۵ھ میں محمد علوی صاحب نے اپنے مخالفین کے جواب میں کتاب مفاہیم یجب ان تصحح شائع کی اور اس کے لیے مختلف ملکوں کے علماء سے تقاریظ و تصدیقات حاصل کیں۔ یہ تقاریظ ۶۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں جبکہ بعض تقاریظ کی اشاعت سے طوالت کے سبب معذرت کر لی گئی ہے۔

تصدیقات لکھنے والوں میں بعض تو شروع ہی سے بدعتی ہیں اور بعض جدید قسم کے پروفیسر ہیں۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے جناب صوفی اقبال صاحب، عبدالحفیظ مکی صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی اور حافظ صغیر احمد صاحب وغیرہ جو کہ فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) کے مصنّف حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ہیں، لیکن حضرت کی وفات کے بعد اُنھوں نے محمد علوی مالکی صاحب سے اپنی ارادت کا تعلّق جوڑ لیا ہے ان میں سے کل یا بعض حضرات کی کاوشوں سے پاکستان کے بعض مہتمم اور خطیب حضرات سے بھی تصدیقات و تقریظات حاصل ہو گئیں جنھوں نے پڑھے بغیر محض ان حضرات پر اعتماد کیا۔ اور اگر کسی نے کتاب پڑھ کر کچھ تنقید اور تنبیہ کی جیسا کہ کراچی کے مولانا تقی عثمانی صاحب نے کی تو اس کو سرے سے کتاب میں شائع ہی نہیں کیا۔

ہم نے محمدؐ علوی صاحب کی کتابوں کے مندرجات کا اہلِ سُنّت یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے عقائد اور مسلمات کی روشنی میں مطالعہ کیا ہے اور جو باتیں اہلِ سُنّت کے خلاف پائیں ہیں اُن کو اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے۔ ان باتوں کی حد تک ہم محمدؐ علوی صاحب کے مخالف سعودی علماء۔ مثلاً شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع سے متفق ہیں اور محمدؐ علوی کو بدعتی اور اہل سُنّت سے خارج سمجھتے ہیں اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں۔ محمدؐ علوی صاحب نے بہت سی تقریظات محض اس لیے

شائع کی ہیں تاکہ اپنے مخالف علماء کو یہ تاثر دے سکیں کہ تم ہی غلطی پر ہو ہمیں تو دنیا بھر کے علماء درست کہتے ہیں اور ہمارے عقائد کو اہلِ سنّت کے عقائد کہتے ہیں۔ اللہ! اللہ! مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر شرک و بدعات کی ترویج اور پھر سینہ زوری۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرماتے ہیں۔ جب محمد علوی صاحب کے حامیوں نے پاکستان میں مفاہیم یجب ان تصحح کا ترجمہ اصلاح مفاہیم کے نام سے شائع کیا تو اسی وقت اہل حق کھٹکے کہ شرک و بدعات کو اصل دین بتایا جا رہا ہے اس لیے بہت کچھ کہا سنا گیا۔ اور محمد علوی صاحب کے بارے میں بہت کچھ انکشافات ہوئے۔ ہمارے جامعہ کے رسالہ انوار مدینہ میں بھی اصلاح مفاہیم پر چار قسطوں میں مفصّل تبصرہ شائع ہوا جس میں محمد علوی صاحب کے شرک و بدعات کی نشاندہی کی گئی اور ان کا مدلّل رد لکھا گیا۔

ابھی حال ہی میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں محمد علوی صاحب کی بہت سی کتابیں دستیاب ہوئیں اور اُن کے حامیوں اور مخالفین کی کتابیں بھی ملیں۔ جن جن حضرات نے اس سلسلہ میں ہم سے تعاون کیا ہم اُن کے انتہائی شکر گزار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خاص اجر عطا فرمائیں۔ ہم نے خارجی تحقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف محمد علوی صاحب کی کتابوں سے ضرورت کی باتیں اکٹھی کر دی ہیں اہلِ علم اور اہل حق حضرات سنجیدگی سے اس خطرے پر غور کریں کہ پاکستان سے تعلق رکھنے والے وہ حضرات جو آج محمد علوی صاحب کے حمایتی ہیں۔ ہمارے اور سعودی علماء کے درمیان کبھی ختم نہ ہونے والی دوریاں تو نہیں پیدا کر رہے۔

آخر میں ہم محمد علوی صاحب کی تحریر سے متعلق چند باتیں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) محمد علوی صاحب بالکل کھل کر بات نہیں کہتے۔ ایک جگہ تھوڑی سی بات لپیٹ کر کر دی، پھر کسی اور جگہ تھوڑی سی مزید بات گھما پھرا کر کہہ دی اور کہیں اپنے عقیدے کے خلاف تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی تاکہ پڑھنے والے کو مغالطہ دیا جا سکے۔ خصوصاً مفاہیم میں اُنھوں نے یہ دجل خوب کیا ہے۔

(۲) ایک دعوٰی کرتے ہیں جبکہ دلیل سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا، لیکن اپنے دعوٰی کو پھرا پھرا کر اتنی مرتبہ کہیں گے کہ عام پڑھنے والا دلیل پر غور ہی نہ کر سکے۔ اسی طرز میں محمد علوی صاحب کی کامیابی ہے۔

(۳) عقائد سے متعلّق محمد علوی صاحب کے جو ضابطے ہم نے نقل کیے ہیں۔ محمدّ علوی صاحب کے عقائد کو ان کی عبارتوں سے سمجھنے کے لیے ان کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۴) غیر مقدُور العبد اُمور کا غیر اللہ سے طلب میں محمد علوی صاحب پر دہ ڈالنے کے لیے اللہ تعالےٰ کے خلق وایجاد کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں۔ قدرت اور خلق میں فرق اہلِ علم پر مخفی نہیں۔

محمدّ علوی صاحب کے عقائد کے بارے میں ضابطے

(۱) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدح میں غلو

محمد علوی مالکی صاحب اپنی کتاب مفاھیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

"اننا بفضل اللّٰہ تعالیٰ نعرف ما یجب للّٰہ تعالی وما یجب لرسولہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ونعرف ما ھو محض حق للّٰہ تعالی وما ھو محض حق لرسولہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم من غیر غلو ولا المراء یصل الی حد وصفہ بخصائص الربوبیۃ والالوھیۃ فی المنع والعطاء والنفع والضرر الاستقلالی (دون اللّٰہ تعالی) والسلطۃ الکاملۃ والھیمنۃ الشاملۃ والخلق والملک والتدبیر والتفرد بالکمال والجلال والتقدیس والتفرد بالعبادۃ بمختلف انواعھا واحوالھا ومراتبھا۔	اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان باتوں کو بھی جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں اور جو اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لائق ہیں اور ان باتوں کو بھی جانتے ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اور جو محض اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حق ہیں اور رسول ——— کے حق میں ہم ایسا غلو نہیں کرتے جو ربوبیت اور الوہیت کے خصائص کی حد تک لے جائے جیسے (کسی کے دیے بغیر محض) ذاتی اور استقلالی نفع و ضرر اور منع و عطاء۔ اور کامل قدرت اور خلق اور ملکیت اور تدبیر اور کمال جلال و تقدیس میں یکتائی اور عبادات کی ہر نوع و حالت و مرتبہ کے استحقاق میں یکتائی۔
اما الغلو الذی یعنی التغالی فی محبتہ و	رہا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور طاعت اور آپ سے تعلّق میں غلو اور مبالغہ تو یہ تو

وطاعته والتعلق به فهذا محبوب ومطلوب كما جاء في الحديث لا تطروني كما اطرت النصارٰى ابن مريم"

والمعنى ان اطراءه و التغالي فيه والثناء عليه بما سوى ذلك هو محمود. ولو كان معناه غير ذلك لكان المراد هو النهي عن اطرائه ومدحه اصلا ، و معلوم ان هذا لا يقوله اجهل جاهل في المسلمين فان الله تعالى عظم النبي صلى الله عليه وسلم في القران باعلى انواع التعظيم فيجب علينا ان نعظم من عظمه الله تعالى و امر بتعظيمه ....

نعم يجب علينا ان لا نصفه بشيء من صفات الربوبية ورحم الله القائل حيث قال

دع ما ادعته النصارى في نبيهم
واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

محبوب اور مطلوب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے "میرے بارے میں اس طرح غلو اور مبالغہ نہ کرو جس طرح نصارٰی نے ابن مریم کے بارے میں کیا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نصارٰی کے سے غلو کے علاوہ آپ کی مدح میں خوب مبالغہ کرنا جائز ہے۔ اگر حدیث کا یہ مطلب نہ ہو تو پھر تو یہ مراد ہو گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرے سے مدح ہی نہ کرو، حالانکہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن پاک میں اعلیٰ انواع کی تعظیم کی ہے۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی اس ذات کی تعظیم کریں جس کی تعظیم خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور جس کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

ہاں ساتھ ہی ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم آپ کو کسی صفت ربوبیت کے ساتھ متصف نہ ٹھہرائیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس شعر کے کہنے والے پر رحمت نازل فرمائیں۔

نصارٰی نے اپنے نبی کے بارے میں جو دعویٰ کیا ہے تم اپنے نبی کے بارے میں ایسا نہ کرو ہاں اس کے علاوہ مدح و تعریف میں جو چاہو صفت بیان کرو اور کہو۔

فلیس فی تعظیمہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بغیر صفات الربوبیۃ شیٔ من الکفر والاشراک بل ذلک من اعظم الطاعات والقربات (مفاھیم یجب ان تصحح ص: ۸۷)

غرض صفات ربوبیت کو چھوڑ کر اور صفات کے ساتھ نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی تعظیم کرنا کوئی کفر و شرک نہیں ہے بلکہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔

بعینہٖ یہی عبارت محمد علوی صاحب کی ان دو کتابوں میں بھی ہے۔

ھو اللّٰہ ص ۸۲ - ۸۱ - قل ھذہ سبیلی، ص ۲۳ - ۲۲

ہم کہتے ہیں کہ اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ یہ ضابطہ کس قدر غلط اور گمراہ کُن ہے۔ وہ تعریف جو نصوص کے معارض ہو وہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے اور محمد علوی صاحب کا یہ کہنا کہ " ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ کو کسی صفت ربوبیت کے ساتھ متصف نہ ٹھہرائیں" اس سے خوش فہمی نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک صفت ربوبیت اس وقت بنتی ہے جب وہ مثلاً ذاتی ہو، عطائی نہ ہو، لہٰذا محمد علوی صاحب جب نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے لیے علم محیط اور علم کلی مانتے ہیں تو چونکہ وہ عطائی ہے۔ ذاتی نہیں ہے۔ اس لیے صفت ربوبیت نہیں ہے۔ یہ گمراہی محتاج بیان نہیں ہے۔

(۲) خالق و مخلوق کے درمیان جو امور مشترک ہیں جب ان کو دونوں میں تمام اعتبار سے ایک جیسا نہ سمجھا جائے تو وہ شرک نہیں ہو سکتا

محمد علوی صاحب اپنی کتاب مفاھیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

" وقد اخطأ کثیر من الناس فی فھم بعض الامور المشترکۃ بین المقامین (مقام الخالق و مقام المخلوق) فظن ان نسبتھا الی المخلوق شرک باللّٰہ تعالی۔

بہت سے لوگوں نے خالق و مخلوق کے درمیان بعض مشترک اُمور کو سمجھنے میں غلطی کی اور گمان کیا کہ ان اُمور کی مخلوق کی طرف نسبت اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔

ومن ذلک بعض الخصائص النبویۃ مثلا التی یخطئ بعضھم فی فھمھا فیقیسونھا بمقیاس البشریۃ ولذلک یستکثرونھا

ان اُمور مشترکہ میں سے بعض نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے وہ خصائص ہیں جن کو بعض لوگ سمجھ نہیں پاتے اور بشریت کے پیمانے پر اُن کو ناپتے ہیں اور نتیجہ میں اس کو

ویستعظمونها علی رسول الله صلّی الله علیه وسلّم ویرون ان وصفه بها معناه وصفه ببعض صفات الالوهیة وهذا جهل محض لانه سبحانه وتعالی یعطی من یشاء وکما یشاء بلا موجب ملزم و انما هو تفضل علی من اراد اکرامه و رفع مقامه واظهار فضله علی غیره من البشر ولیس فی ذلک انتزاع لحقوق الربوبیة وصفات الالوهیة فهی محفوظة بما یناسب مقام الحق سبحانه وتعالی۔ و اذ اتصف المخلوق بشیٔ منها فیکون بما یناسب البشریه من کونها محدودة مکتسبة باذن الله وفضله وارادته لا بقوة المخلوق ولا تدبیرة ولا امره اذ هو عاجز ضعیف لا یملك لنفسه ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حیاة ولا نشورا وکم من امور جاء ما یدل علی انها حق لله سبحانه وتعالی۔ ولکنه سبحانه

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں حد سے تجاوز اور آپ کو صفات الٰہیہ کے ساتھ متصف ٹھہرانا خیال کرتے ہیں ان لوگوں کی یہ بات محض جہالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اور جیسا چاہتے ہیں بغیر کسی جبر کے عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دوسروں پر جس کی بزرگی اور فضیلت کے اظہار کا ارادہ فرماتے ہیں اس پر محض ان کی عطا ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق وصفات کو جُدا نہیں کیا جاتا، بلکہ وہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقام پر ہی محفوظ ہیں جب کوئی مخلوق اُن میں سے کسی وصف کے ساتھ متصف ہوتی ہے تو وہ وصف بشریّت کے مناسب ہوتا ہے یعنی وہ محدود ہوتا ہے اور اللہ کے فضل حکم اور ارادہ سے عطا ہوتا ہے۔ مخلوق کی قوّت اور تدبیر اور امر کو اس کے حصول میں کچھ دخل نہیں ہوتا، کیونکہ وہ تو عاجز اور ضعیف ہے اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان اور زندگی وموت اور مرنے کے بعد جینا کسی بھی چیز کا مالک نہیں۔ بہت سے اُمور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ

وتعالی من بھا علی نبیه صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ

وحینئذ فلا یرفعه وصفه بھا الی مقام الالوھیة اویجعله شریکا للہ سبحانه وتعالی"

(مفاھیم یجب ان تصحح، ص:۸۳، ھواللہ ص:۸۸)

علیہ وسلّم کو اور دوسروں کو محض اپنے احسان سے وہ چیزیں عطا فرمائیں۔

لہٰذا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان اُمور کے ساتھ متصف ٹھہرانا نہ تو آپ کو مقام الوہیت میں لے جانا ہے اور نہ ہی آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شریک بنانا ہے۔

③ کوئی موحد جب غیر مقدور العبد فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرے تو وہ نسبت مجازی ہے

محمد علوی صاحب مفاھیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں۔

" ولا شك ان اعجاز العقلی مستعمل فی الکتاب والسنة... واما الاحادیث ففیھا شیء کثیر یعرفه من وقف علیھا وکان ممن یعرف الفرق بین الاسناد الحقیقی والمجازی فلا حاجة الی الاطالة بنقلھا-وقال العلماء ان صدور ذلك الاسناد من موحد کاف فی جعله اسنادا مجازیا لان اعتقاد الصحیح ھو اعتقاد ان الخالق للعباد وافعالھم ھو اللہ وحدہ فھو الخالق للعباد وافعالھم لا تاثیر لاحد سواہ لا لحی ولا لمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و سُنّت میں مجاز عقلی کا استعمال ہُوا ہے...... اور احادیث میں بھی اس کی بہت سی مثالیں ہیں جن کو وہ شخص پہچانتا ہے۔ جو اسناد حقیقی اور اسناد مجازی کے درمیان فرق کر سکتا ہے علماء نے کہا ہے "کسی موحد سے ایسی نسبت و اسناد کا صدور (جس میں کسی بندہ کی طرف کسی غیر مقدور العبد شے کی نسبت ہو۔ مثلاً یُوں کہا جائے کہ یا رسول اللہ مجھے شفا عطا فرما دیجیے یا مجھے اولاد عطا فرما دیجیے وغیرہ۔) اس بات کے لیے کافی ہے کہ اس کو مجاز قرار دیا جائے۔ کیونکہ صحیح عقیدہ یہی ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ بندوں کا اور ان کے افعال کا

فهذا الاعتقاد هو التوحيد المحض بخلاف مالو اعتقد غير هذا فانه يقع في الاشراك
(مفاہیم یجب ان تصحح : ص ۸۵ ’ھو اللّٰہ ص ۹۱)

خالق تنہا اللہ تعالیٰ ہے۔ سوائے اس کے خلق میں کسی اور کی کچھ تاثیر نہیں نہ کسی زندے کی اور نہ کسی مردے کی یہی توحید خالص کا اعتقاد ہے اس کے علاوہ جو ہے وہ شرک ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جب محمد علوی صاحب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر رسولوں ولیوں کو لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کی قدرت دی ہوئی ہے اور وہ اس قدرت کو کام میں لاتے ہوئے لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔ اور اُن سے فریاد کرنے والا بھی یہی عقیدہ رکھتا ہو تو یہ مجاز عقلی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ مجاز عقلی کی تعریف علامہ سکاکی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتاح العلوم میں یُوں کی ہے۔ المجاز العقلي هو الكلام المفاد به خلاف ما عند المتكلم من الحكم فيه لضرب من التاويل افادة للخلاف لا بوساطة وضع اس میں ایک شرط یہ ہے کہ متکلم کا عقیدہ ظاہر مضمون کے خلاف ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ تاویل کی ضرورت ہو۔ محمد علوی صاحب کے عقیدے کے مطابق جب کوئی یُوں کہے اے رسول مجھے شفا دیجیے یا یُوں کہے رسول نے مجھے شفا دی اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ رسول نے اللہ کے حکم سے اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے مجھے شفا دی اور یہ رسول کا فعل ہے تو عقیدہ ظاہر مضمون کے خلاف بھی نہ ہوا اور تاویل کی ضرورت بھی نہیں تو محمد علوی صاحب کا اس کو مجاز عقلی کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہر شے کا علم دیا گیا

واوتي علم كل شئ حتى الروح والخمس التي في آية ان الله عنده علم الساعة ...الخ
(الذخائر المحمدية ص ۲۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا یہاں تک کہ رُوح کا بھی اور مغیبات خمسہ کا بھی جن کا ذکر اس آیت میں ہے

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام ... الخ الآية

(۲) نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو علم غیب دیا گیا

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

وکم من امور جاء ما یدل علی انها حق الله سبحانه تعالی ولکنه سبحانه وتعالی من بها علی نبیه صلّی الله علیه وسلّم وغیره ... فمنها علم الغیب فهو لله سبحانه وتعالی (قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا الله) وقد ثبت ان الله تعالیٰ علم نبیه من الغیب ما علمه واعطاه ما اعطاه (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول) الآیة ۔ (مفاهیم یجب ان تصحح ص ۸۳ - هو الله ص ۸۹)

کتنے ہی اُمور ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی اور دوسروں کو بھی احسان کے طور پر عطا فرمائے ... ان میں سے ایک علم غیب ہے۔ علم غیب صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو حاصل ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا الله اور ساتھ میں یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو غیب کا جو چاہا علم سکھایا اور عطا فرمایا جیسا کہ اس آیت میں ہے ۔ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول ۔

ہم کہتے ہیں۔ علم غیب اصلاً تو اس کو کہتے ہیں کہ ذات کو ایسی قوت حاصل ہو کہ وہ بغیر کسی واسطے کے اُمور و اشیاء کو معلوم کر سکے۔ محمد علوی صاحب کی اگر یہ مُراد ہے تو یہ عقیدہ بھی غلط ہے اگرچہ اس کو بھی مان لیا جائے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وہ قوّت ذاتی نہیں تھی عطائی تھی اور غیر محدود و غیر متناہی تھی۔

محمد علوی صاحب کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے یُوسف سیّد ہاشم رفاعی اپنی کتاب الصّوالحکم المنیع میں لکھتے ہیں

"العلم بالغیب علمان : علم ذاتی مطلق تفصیلی محیط بجمیع المعلومات الالهیة بالاستغراق الحقیقی وهذا خاص بالله جل جلاله لا یشارکه	غیب کا علم دو طرح کا ہے۔ ایک وہ جو ذاتی ہے۔ مطلق ہے تفصیلی ہے اور حقیقتاً مکمل طور پر تمام معلومات الہیہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ خاص اللہ جل جلالہ کے لیے ہے اور

فیہ احد ومن اثبت	اس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں
شیئا منہ ولو ادنی من ادنی	جو کوئی جہانوں میں سے کسی کے لیے بھی اس علم
من ذرۃ لاحد من العالمین فقد	کے ذرہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ حصّہ بھی مانے گا تو
کفر واشرك وبار وھلك وعلم عطائی	اُس نے کُفر کیا اور شرک کیا اور وہ ہلاک ہُوا۔
مکتسب من اللہ تعالیٰ لبعض عبادہ مثل	دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا شدہ
الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام (الدر المحکم المنیع ص۲۹)	ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السّلام کو حاصل ہوتا ہے

یُوسف ہاشم رفاعی کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے امتیاز کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا علم غیب ذاتی نہیں عطائی ہے۔ ان کی اور محمد علوی صاحب کی کتابوں میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی کہ جس سے اس کی نفی ہو کہ جیسے بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اس طرح نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوّت دے دی ہو جس سے بغیر واسطے کے آپ اشیاء کو جان لیتے ہوں۔ محمد علوی صاحب کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے علم غیب کے لفظ کا اطلاق کرنا اس قوّت کے اثبات کی خود دلیل ہے۔

اور اگر علم غیب سے محمد علوی صاحب کی مراد مغیبات کا علم ہے تو چونکہ وہ ہر ہر شے کا علم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ مغیبات خمسہ کا علم بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا محمد علوی صاحب کے نزدیک نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام ہی مغیبات کا علم ہوا۔ دوسرے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو علم غیب کلی حاصل تھا۔ اس عقیدہ کا بطلان خود واضح ہے۔

(۳) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مُبارکہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں

"روحانیۃ المصطفیٰ صلّی اللہ علیہ	حضرت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت
وسلّم حاضرۃ فی کل مکان فھی تشھد	ہر جگہ موجود ہے لہٰذا وہ خیر کی جگہوں اور فضل و
اماکن الخیر ومجالس الفضل والدلیل	ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتی ہے۔ اس کی
علی ذلك ان الروح من حیث روح غیر	دلیل یہ ہے کہ رُوح ہونے کے اعتبار سے
مقیدۃ فی البرزخ بل منطلقۃ تسبح	رُوح برزخ میں مقید نہیں ہوتی بلکہ آزاد

فی ملکوت اللّٰہ" (الذخائر المحمدیہ ص ۲۵۹)

"ویؤید ھذا الاستحضار التشخیصی والحضور الروحانی انہ علیہ الصلوۃ والسّلام متخلق باخلاق ربہ وقد قال علیہ الصلاۃ والسّلام فی الحدیث القدسی انا جلیس من ذکرنی وفی روایۃ انا مع من ذکرنی فکان مقتضی تاسیہ بربہ و تخلقہ باخلاقہ ان یکون صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حاضرا مع ذاکرہ فی کل مقام یذکر فیہ بروحہ الشریفۃ (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی، جوامع المالکی ص: ۱۸۴، ص: ۴۳ حق چاریار فروری ۱۹۹۵ء)

ہوتی ہے اور اللہ کی ملکوت میں پھرتی رہتی ہے

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذہنی استحضار اور آپ کی روحانی موجودگی کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ آپ اپنے ربّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرا ذکر کرے میں اس کا ہم نشیں ہوتا ہوں اور ایک روایت میں ہے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں چونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے ربّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے اور اپنے ربّ کے طریقے کو اختیار کیے ہوتے تھے۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ جس مقام میں بھی آپ کا ذکر ہو آپ کی روح مبارکہ آپ کا ذکر کرنے والے کے پاس ہو۔

(نوٹ: یہ عبارت حول الاحتفال کے نئے طبع شدہ نسخوں سے نکال دی گئی ہے لیکن اس سے رجوع کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ محمدؐ علوی صاحب نے تقیہ کیا ہے، اور ان کے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا ہے۔)

ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں حوالوں سے یہ بات حاصل ہوئی کہ وفات کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مُبارکہ عالم برزخ میں آزاد ہے اور ہر جگہ حاضر ہے۔ خصوصاً مجالس خیر میں اور وفات سے پہلے بھی چونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے ربّ کے اخلاق اپنے اندر سموئے ہوتے تھے۔ لہٰذا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات میں بھی ـــــــــــ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح مُبارکہ ہر اس شخص کے ساتھ ہوتی تھی جو آپ کا ذکر کرتا تھا۔ خواہ وہ کسی بھی مقام پر ہو۔ یہ عقیدہ بھی اہلِ سُنّت کے خلاف ہے اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ محمد علوی صاحب کو خیر سے اخلاق کا مطلب بھی

معلوم نہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیدیئے اب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کو مخلوق میں تقسیم کرتے ہیں

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"فکل الارزاق من کفه وفی الحدیث (اوتیت مفاتیح خزائن السمٰوٰت والارض) ای التی قال الله تعالیٰ فیها له مقالید السمٰوٰت والارض) ای مفاتیحها فقد اعطاها عزوجل لحبیبه صلّی الله علیه وسلّم وفی الحدیث ایضا الله معط وانا القاسم"

(الذخائر المحمدیہ ص: ۱۱۰)

پس تمام رزق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ سے ہی ملتا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں تو اللہ عزوجل نے کنجیاں اپنے جیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عطا فرما دیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ دینے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

"مع انهم یعلمون کل العلم ان المعطی حقیقة هو الله وان المانع والباسط والرازق هو الله وانه صلّی الله علیه وسلّم یعطی باذن الله وفضله وهو الذی یقول انما انا قاسم والله معط"

(مفاهیم یجب ان تصحح ص: ۹۷)

حالانکہ وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ دینے والے حقیقۃً تو اللہ تعالیٰ ہیں اور روکنے والی اور کشادہ کرنے والی اور رزق دینے والی ذات تو بس اللہ کی ہے البتہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے حکم اور فضل سے دیتے ہیں اور آپ ہی فرماتے ہیں کہ میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں دینے والے تو اللہ ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لوگوں کی ہر قسم کی حاجتیں پوری کرنے کی قدرت دی ہے

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"یعلم کل احد ان الموحد اذا طلب شیئا من ذوی الجاہ عند اللہ فلا یرید منہم ان یخلقوا شیئا ولا ہو معتقد فیہم شیئا من ذلک وانما یرید ان یتسببوا لہ بما اقدرہم اللہ علیہ من دُعاء وماشاء اللہ من تصرف (مفاہیم یجب ان تصحح ص: ۱۷۴)

ہر شخص جانتا ہے کہ موحد جب اللہ کے ہاں مرتبہ والے لوگوں سے کچھ بھی طلب کرتا ہے تو اس کی مُراد یہ نہیں ہوتی کہ وہ اس کے لیے اس چیز کو پیدا کریں اور نہ اُس کا اُن کے بارے میں خالق ہونے کا عقیدہ ہوتا ہے بلکہ اس کی مُراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دُعا کرنے اور تصرف کرنے کی جو قدرت عطا فرمائی ہے اس کو وہ سبب کے طور پر کام میں لائیں۔

"ولو لم یکن للفقیہ من الدلیل علی صحۃ التوسل والاستغاثۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ الا قیاسہ علی التوسل والاستغاثۃ بہ فی حیاتہ الدنیا لکفی فانہ حی الدارین، دائم العنایۃ بامتہ متصرف باذن اللہ فی شؤونہا خبیر باحوالہا"۔ (مفاہیم یجب ان تصحح، ص: ۱۷۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل اور استغاثہ کی فقیہ کے لیے اس پر قیاس کے علاوہ کوئی اور دلیل بھی نہ ہو کہ آپ کی حیات میں آپ سے توسل اور استغاثہ کیا جا سکتا ہے تو یہی دلیل کافی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی حیات ہیں اور اپنی اُمت پر آپ کی نظر عنایت متواتر ہے آپ اُمت کے احوال سے باخبر ہیں اور اُمت کے معاملات میں اللہ کے حکم سے تصرف کرتے ہیں۔

"حیث ثبتت حیاۃ الارواح بالادلۃ القطعیۃ ولا یسعنا بعد ثبوت الحیاۃ الا اثبات خصائصہا فان ثبوت الملزوم یوجب

جب قطعی دلائل سے ارواح کے لیے حیات ثابت ہوگئی تو حیات کے ثبوت کے بعد ہمیں حیات کے خصائص کو بھی ماننا پڑیگا کیونکہ ملزوم کا ثبوت لازم کے ثبوت کا موجب

ثبوت اللازم کما ان نفی اللازم یوجب نفی الملزوم کما ھو معروف۔"

وای مانع عقلاً من الاستغاثۃ الی اللہ بھا والاستمداد منھا کما یستعین الرجل بالملائکۃ فی قضاء حوائجہ أو کما یستعین الرجل بالرجل (و انت بالروح لا بالجسم انسان)

وتصرفات الارواح علی نحو تصرفات الملائکۃ۔ لا تحتاج الی مماسۃٍ ولا آلۃ۔ فلیست علی نحو ما تعرف من قوانین التصرفات عندنا فانھا من عالم آخر۔

ولا شك ان الارواح لھا من الاطلاق والحریۃ ما یمکنھا من ان تجیب من ینادیھا وتغیث من یستغیث بھا کالاحیاء سواء بسواء بل اشد واعظم (مفاہیم یجب ان تصحح ص: ۱۸۰)

ہوتا ہے جیسا کہ لازم کی نفی ملزوم کی نفی کی موجب ہوتی ہے۔

اور ارواح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ سے ارواح سے استعانت سے آخر کونسا عقلی مانع موجود ہے۔ یہ استعانت اور استمداد ایسی ہی ہے جیسی کہ آدمی اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں فرشتوں سے کرتا ہے یا جیسے ایک آدمی دوسرے سے کرتا ہے (اور تم رُوح کی وجہ سے انسان ہو نہ کہ محض جسم کی وجہ سے)

فرشتوں کے تصرفات کی طرح ارواح کے تصرفات کے لیے بھی چھونے کی یا کسی آلہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں تصرفات کے جو قوانین اور ضابطے ہیں وہ ارواح کے ہاں نہیں ہیں کیونکہ وہ دوسرا عالم ہے۔

اور کوئی شک نہیں کہ ارواح کو جو آزادی حاصل ہے اس سے ان کے لیے ممکن ہوتا ہے کہ وہ زندوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ اپنے پکارنے والوں کو جواب دیں اور اپنے سے فریاد رسی کرنے والوں کی فریاد پوری کریں۔

"لیس احد من الخلق قادرا علی الفعل او الترك بنفسہ استقلالا دون اللہ او بالمشارکۃ مع اللہ او ادنی من ذلك فالمتصرف فی الکون ھو اللہ سبحانہ وتعالی ولا یملك احد شیئا الا اذا ملك اللہ ذلك واذن

له فی التصرف فیه ولا یملك احد لنفسه فضلا عن غیره نفعا ولا ضرا ولا موتا ولا حیاتا ولا نشورا الا ماشاء الله باذن الله فالنفع والضر حینئذٍ بهذا الحد ومقید بهذا القید ونسبته الی الخلق علی سبیل التسبب والتکسب لا علی سبیل الخلق او الایجاد او التاثیر او العلة او القوة والنسبة فی الحقیقة مجازیة لیست حقیقة" (مفاهیم یجب ان تصحح - ص : ۱۷۱)

مخلوق میں سے کوئی بھی خود کسی فعل یا ترک پر قادر نہیں خواہ تنہا اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوکر خواہ اللہ کے ساتھ شریک ہوکر ۔ تو کائنات میں اصل تصرف کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اور کوئی کسی شے کا مالک نہیں مگر یہ کہ اللہ اس کو اس شے کا مالک بنا دیں اور اس میں تصرف کرنے کی اجازت دے دیں ۔ اور دوسرے کے لیے تو کجا کوئی اپنے لیے بھی نفع یا ضرر یا زندگی یا موت یا موت کے بعد جی اُٹھنے کا اختیار نہیں رکھتا ، مگر جتنا اللہ چاہیں اور خود اللہ ہی کے حکم سے۔

تو اس صُورت میں نفع و ضرر (کا اختیار) اس حد کے ساتھ محدود ہوگا اور اس قید کے ساتھ مقید ہوگا ۔ (یعنی یہ کہ وہ اللہ کے دیے سے ہے اور اتنا ہے جتنا اللہ نے چاہا) اور مخلوق کی طرف نفع و ضرر کی نسبت سبب اور کسب کے اعتبار سے ہے خلق و ایجاد یا تاثیر و علّت یا قوت کے اعتبار سے نہیں ہے اور درحقیقت نسبت مجازی ہے حقیقی نہیں۔

وقد کان الصحابة رضی الله عنهم یستعینون به صلّی الله علیه وسلّم و یستغیثون ویطلبون منه الشفاعة ویشکون حالهم الیه من الفقر والمرض والبلاء والدین والعجز کما ذکرناه	صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے استعانت طلب کرتے تھے اور آپ سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے سفارش مانگتے تھے اور اپنے فقر، مرض، مصیبت، قرض اور عاجزی کی شکایت آپ سے کرتے تھے۔
و معلوم انه صلّی الله علیه وسلّم لا یفعل ذلك بنفسه استقلالا بذاته أو بقوته و انما هو	یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان اُمور (یعنی فریاد رسی اور فقر، مرض مصیبت وغیرہ کو دُور کرنے) کو محض اپنی ذات اور قوّت سے نہیں کیا کرتے تھے

باذن الله وامره وقدرته وهو عبد مامور له مقامه وجاهه عند ربه . . . .

بلکہ اللہ کے حکم اور اس کی دی ہُوئی قدرت سے کیا کرتے تھے کیونکہ آپ تو حکم کے تابع بندے ہیں جن کا اپنے رَب کے ہاں بڑا مقام اور مرتبہ ہے . . .

ولذلك تراه صلّى الله عليه وسلّم في بعض الاحيان ينبه على هذا اذا ظهر له بطريق الوحي او الحال ان السائل او السامع ناقص الاعتقاد . . . . ففي موقف يسألونه و يستغيثون به فيجيبهم الى طلبهم بل و يخيرهم بين امرين الصبر على البلاء مع ضمانة الجنة اوكشف البلاء سريعا كما خير الاعمى وخير المرأة التي تصرع . . .

اسی لیے تم دیکھتے ہو کہ جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وحی سے یا حالات سے معلوم ہو جاتا کہ سائل ناقص عقیدہ والا ہے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی اس پر تنبیہ فرماتے . . . تو کسی موقع پر لوگ آپ سے سوال کرتے اور فریاد کرتے تو آپ اُن کی طلب پُوری فرما دیتے بلکہ اُن کو دو چیزوں میں اختیار دیتے تھے۔ یعنی جنّت کی ضمانت کے ساتھ مصیبت پر صبر یا فوری طور پر مصیبت کی دُوری جیسا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نابینا کو اور مرگی والی عورت کو اختیار دیا تھا . . .

وبهذا يظهر لك ان عقيدتنا بحمد الله اصفى عقيدة واطهر۔ فالعبد لا يفعل شيئا بنفسه مهما كانت رتبته او درجته حتى افضل الخلق صلّى الله عليه وسلّم انما يعطي و يمنع ويضر

اس سے ظاہر ہُوا کہ الحمد للہ ہمارا عقیدہ بالکل صاف اور پاک ہے اور وہ یہ کہ بندے کا خواہ کتنا ہی بڑا مرتبہ اور درجہ ہو وہ اپنی ذات سے کچھ نہیں کر سکتا یہاں تک کہ مخلوق میں سب سے افضل یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے واسطہ سے عطا کرتے تھے اور

وينفع ويجيب ويعين بالله سبحانه وتعالى -(مفاهيم يجب ان تصحح - ص : ۱۹۱)

روکتے تھے اور نقصان پہنچاتے تھے۔ اور نفع دیتے تھے اور طلب پوری کرتے تھے اور مدد کرتے تھے۔

(۶) زندہ اور وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء سے غیر مقدور العبد چیزوں کا سوال جائز ہے۔

محمد علوی صاحب جواز کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فان الناس انما يطلبون منهم ان يتسببوا عند ربهم في قضاء ما طلبوه من الله عزوجل بان يخلقه سبحانه بسبب تشفعهم و دعاء هم و توجههم كما صح ذلك في الضرير وغيره ممن جاء طالبا مستغيثا متوسلا به الى الله وقد اجابهم الى طلبهم و جبّر خواطرهم وحقق مرادهم باذن الله ولم يقل صلّى الله عليه وسلّم لواحد منهم اشركت

کیونکہ لوگ (وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء) سے محض یہ طلب کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے مطلوب حاجت میں وہ سبب بن جائیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا اور شفاعت اور توجّہ کے سبب سے مطلوب کو پیدا کر دیں جیسا کہ نابینا وغیرہ کے قصوں سے معلوم ہُوا جو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے طلب اور استغاثہ کرنے کے لیے اور آپ کو اللہ کے ہاں وسیلہ بنانے کے لیے آئے اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی طلب پُوری کی ان کی دلداری فرمائی اور اللہ کے حکم سے ان کی مرادیں پُوری فرما دیں اور ان میں سے کسی ایک کو یہ نہیں کہا کہ تم نے شرک کیا۔

وهكذا كل ماطلب منه من خوارق العادات كشفاء الداء العضال بلا دواء وانزال المطر من السماء حين الحاجة اليه ولا سحاب وقلب الاعيان ونبع الماء من الاصابع و

یہ قصّہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دوسری خرقِ عادت چیزیں طلب کرنے کا ہے جیسے بغیر دوا کے پُرانے مرض کو ٹھیک کرنا اور ضرورت کے وقت آسمان سے بارش برسوانا جبکہ اس وقت کچھ بادل نہ ہو اور اشیاء کی حقیقتوں کو بدل دینا اور انگلیوں

تکثیر الطعام وغیر ذلك فهو مما لا یدخل تحت قدرۃ البشر عادۃ وکان یجیب الیه ولا یقول علیه الصلاۃ والسلام لهم انکم اشرکتم فجددوا اسلامکم فانکم طلبتم منی مالا یقدر علیه الا الله - افیکون هولاء اعلم بالتوحید وبما یخرج عن التوحید من رسول الله صلّی الله علیه وسلّم واصحابه" (مفاهیم یجب ان تصحح ص ۱۸۱)

سے پانی کو جاری کرنا اور کھانے کی مقدار زیادہ کردینا وغیرہ یہ چیزیں عادۃً انسان کی قدرت سے باہر ہیں، لیکن آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کو پُورا فرما دیا کرتے تھے اور ان سے یہ نہیں کہتے تھے کہ تم تو شرک کر بیٹھے اور تم اپنے اسلام کی تجدید کرو۔ کیونکہ تم نے مجھ سے ایسی چیز طلب کی ہے جس پہ اللہ کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہیں تو توحید اور توحید سے خارج کر دینے والی چیزوں کے بارے میں اعتراض کرنے والوں کا علم کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ سے بھی زیادہ ہے؟

(۷) کسی رسول کے ذکر میں صرف اتنا کہنا کہ وہ بشر ہیں ناجائز ہے اور جاہلی طریقہ ہے۔

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ان وصفه صلّی الله علیه وسلّم بالبشریة یجب ان یقترن بما یمیزہ عن عامة البشر من ذکر خصائص الفریدۃ ومناقبة الحمیدۃ وهذا لیس خاصا به صلّی الله علیه وسلّم بل هو عام فی حق جمیع رسل الله سبحانه وتعالی لتکون نظرتنا الیهم لائقة بمقامهم وذلك لان ملاحظة البشریة العادیة المجردۃ فیهم دون غیرها هی نظریة جاهلیة شرکیة۔ (هو الله، ص: ۸۴)

جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بشر ہونا ذکر کیا جائے تو واجب ہے کہ اس کے ساتھ آپ کے یکتا خصائص اور قابلِ تعریف مناقب کو بھی بیان کیا جائے تاکہ عام بشر سے آپ ممتاز ہو سکیں اور یہ حکم آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تمام رسولوں کے لیے یہی حکم ہے تاکہ ان کی طرف ہماری نظر اُن کے مرتبے کے لائق ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسولوں کے بارے میں اور اوصاف کو چھوڑ کر محض عام بشریت کا لحاظ کرنا جاہلی اور مُشرکانہ نظریہ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ کفّار و مُشرکین یہ کہتے تھے کہ یہ ہماری طرح کے بشر ہیں۔ مثلاً یعنی ہماری طرح کی قید لگا کر وہ نبوّت اور دیگر کمالات کی نفی کرتے تھے۔ یہ نظریہ واقعی جاہلیت اور مشرکانہ ہے، لیکن اس قید کے بغیر کسی نبی کو محض یہ کہنا کہ ھو بشر (وہ بشر ہیں) جاہلی نظریہ نہیں ہے کیونکہ اس میں کمالات کی نفی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ عدم ذکر ہے اور ضرورت کے وقت اظہارِ حقیقت نہیں اظہار نوع ہے۔

(۸) غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے۔

محمد علوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ویجوز ان یقسم علی اللہ بہ ولیس ذلک لاحد (الذخائر المحمدیہ ص: ۲۰۶)	جائز ہے کہ اللہ پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کی قسم کھائی جائے اور کسی اور کیلیے یہ جائز نہیں۔

بقیہ: وفیات

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم حکیم صاحب کی مغفرت فرما کر جنّت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہُوئے مخلوقِ خُدا کی بے لوث خدمت کی توفیق نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ کے فاضل و مدرس مولوی شاہد صاحب کے دادا ۲۴ مئی کو وفات پا گئے، اسی طرح جامعہ کے فاضل و مدرس جناب قاری عثمان صاحب اور مولوی زکریا صاحب کی پھوپھی صاحبہ ۲۵ مئی کو وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ میں ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک پادری سے مکالمہ

حضرت بایزید بسطامی[1] رحمۃ اللہ علیہ (م: ۲۶۱ھ) اپنے زمانے کے کبار اولیاء کرام میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا وہ کم ہی کسی کو نصیب ہوتی ہیں۔

آپ کی جلالتِ قدر کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی (م ۲۹۷ھ) جیسے بزرگ بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"بایزید درمیانِ ماچوں جبرائیل است درمیانِ ملائکہ، و ہم او گفت نہایتِ میدانِ جملہ رَوِندگان کہ بتوحید رَوانند بدایتِ میدانِ ایں خراسانی است، جملہ مرداں کہ ببدایت قدم او رسند ہمہ در گردند و فرو شوند و نمانند"[2]

حضرت بایزید (بسطامیؒ) کی ذات بابرکات ہم میں ایسی ہے جیسے جبریل علیہ السّلام کی شخصیّت فرشتوں میں، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام سالکانِ راہِ توحید کی انتہا آپ کی ابتداء ہے کیونکہ ابتدائی مقام ہی میں لوگ حیران و سرگرداں ہو کر رہ جاتے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدّین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م: ۶۲۷ھ) نے "تذکرۃ الاولیاء" میں انتہائی تفصیل کے ساتھ آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

---

[1] بسطام کی طرف نسبت ہے، بسطام ایران کا ایک شہر ہے۔ [2] تذکرۃ الاولیاء فارسی ج: ۱ ص: ۱۲۹

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پادری کے ساتھ طویل مکالمہ مشہور ہے۔ عرصہ سے یہ مکالمہ لوگوں کی زبانی سُننے میں آتا تھا، لیکن کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا تھا۔ اتّفاق سے ماہنامہ "ندائے شاہی" مراد آباد کا جولائی ۱۹۹۰ء کا شمارہ نظر سے گزرا۔ اس میں یہ مکالمہ تفصیل سے دیا گیا تھا، رسالہ میں اس مکالمہ کو نزہتہ المجالس کے حوالے سے نقل کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے "نزہتہ المجالس" از اوّل تا آخر پڑھی مگر اس میں یہ مکالمہ نہیں ملا۔

۱۹۹۸ء میں راقم الحروف کا دیوبند جانا ہُوا تو وہاں ایک کتاب بنام "ایک پادری اور بایزید بسطامی" ملی، یہ کتاب مولانا طاہر حسن ہرسولوی صاحب نے تحریر فرمائی ہے اس میں آپ نے یہ مکالمہ "الروض الفائق" کے حوالے سے درج فرمایا ہے اور اس میں اس مکالمہ کی شرح تحریر کی ہے۔

احقر ہندوستان کے سفر سے واپس آیا تو اپنے مادرِ علمی "جامعہ مدنیہ" کی لائبریری سے "الروض الفائق" نکالی اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ تقریباً کتاب کے آخر میں یہ مکالمہ مل گیا یہ مکالمہ نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز سوال وجواب پر مشتمل ہے۔ راقم اصل کتاب سے ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لیے وہ مکالمہ "انوار مدینہ" کے صفحات میں پیش کر رہا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مکالمہ پیش کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اور صاحبِ کتاب کا مختصر سا تعارف کروا دیا جائے۔ کتاب کے مصنّف کا نام نامی شعیب ہے اور حُرَیْفِیْش کے لقب سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابو مدین شعیب بن عبداللہ بن سعد بن عبدالکافی، آپ مصر کے شہر قاہرہ کے محلّہ حارۃ الروم میں رہتے تھے، اپنے زمانہ کے صاحبِ کشف بزرگ تھے، لوگوں کا آپ کے متعلّق خیال تھا کہ آپ مجاذیب میں سے ہیں، مصر سے آپ مکّہ مکرمہ چلے گئے اور تیس ۳۰ برس سے زیادہ حرمِ کعبہ کی مجاورت میں گزار کر ۸۱۰ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔[1]

آپ عالم بھی تھے اور صوفی وزاہد بھی تھے، وعظ کہا کرتے تھے۔ وعظ سے متعلّق آپ نے یہ کتاب لکھی ہے جس کا پورا نام "الروض الفائق فی المواعظ والرقائق" ہے[2] یہ کتاب $\frac{29\times22}{8}$ سائز

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے الاعلام للزرکلی الضوء اللامع للسخاوی، شذرات الذہب لابن العماد الحنبلی

کے ۲۵۴ صفحات پر مشتمل ہے، مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں ۵۶ عنوان قائم کئے ہیں اور ہر عنوان کو مجلس کے نام سے مُعنوَن کیا ہے۔ پہلی مجلس درود شریف اور بسم اللہ کے فضائل کے بیان میں ہے اور آخری مجلس رحمتِ خداوندی کی وسعت کے بیان میں ہے۔ باقی مجلسوں کے تحت آپ نے آیاتِ کریمہ احادیثِ مُبارکہ، عبرت آموز واقعات، سلفِ صالحین کی حکایات اور اُن کے مناقب و محامد ذکر کیے ہیں، وعظ کے لحاظ سے یہ کتاب انتہائی نفیس ہے اور اس کی تمام باتیں اثر انگیز ہیں۔

اس کتاب میں مصنّف علیہ الرحمہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا ایک پادری سے مکالمہ ذکر کیا ہے، مکالمہ میں درج سوالات و جوابات عجیب و غریب اور انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ لیکن مصنّف علیہ الرحمہ نے یہ مکالمہ کہاں سے لیا ہے اِس کا انھوں نے نہ تو کوئی حوالہ دیا اور نہ ہی کوئی سند ذکر کی ہے اس لحاظ سے مکالمہ کا پایۂ ثبوت کمزور ہو کر رہ جاتا ہے۔ تاہم مصنّف علیہ الرحمہ خود بڑی شخصیّت ہیں اور مکالمہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو شریعت سے متصادم ہو۔ اس لیے اسکے آگے نقل کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم اسی نقطۂ نظر سے یہ مکالمہ اپنے رسالہ انوارِ مدینہ کے صفحات میں پیش کر رہے ہیں۔

لیجیے وہ مکالمہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"ایک دن میں مراقبہ میں اپنی خلوت و راحت سے لذّت حاصل کر رہا تھا نیز اپنی فکر میں مستغرق اور اپنے ذکر سے اُنسِیَت حاصل کر رہا تھا، اچانک میرے گوشۂ دِل میں آواز آئی کہ: ابویزید دَیرِ سَمعان جاؤ اور وہاں کے راہبوں کے ساتھ اُن کی عید و قربانی میں شریک ہو ہمیں وہاں ایک عظیم معاملہ در پیش ہے حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ: مَیں نے اِس آواز کو وسوسہ خیال کر کے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی، اور مَیں نے (جی میں) کہا کہ میں اِس وسوسہ کو خاطر میں نہیں لاتا، جب رات ہُوئی تو ہاتفِ غیبی نیند میں آیا اور وُہی بات دوہرائی (کہ بایزید دیر سمعان جاؤ) مَیں بیدار ہُوا تو بے قرار ہو کر لرزنے کانپنے لگا، مجھ پہ اس کلام کا اتنا اثر تھا کہ مفلوج آدمی سُنتے تو کھڑا ہو جاتے۔ مجھے دورانِ مراقبہ کہا گیا کہ: (بایزید) تم ہمارے

نزدیک اَولیاءِ اَخیار میں سے ہو اور ابرار (نیک لوگوں) کے رجسٹر میں تمہارا نام درج ہے، تم کچھ محسوس نہ کرو اور راہبوں کا بھیس بدل لو اور ہماری خاطر زُنّار باندھ لو، اس سلسلہ میں تم پر کسی قسم کا کوئی گناہ اور نکیر نہ ہوگی۔ حضرت بایزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں صبح سویرے اُٹھا اور حکمِ الٰہی کے پورا کرنے میں لگ گیا، مَیں نے راہبوں کا بھیس بدلا اور اُن کے ساتھ دیرِ سمعان چلا آیا۔ جب اُن راہبوں کا بڑا پادری آیا اور یہ سب اس کے گرد اکٹھے ہُوئے اور خاموش ہو کر اس کے کلام کو سُننے کی طرف متوجہ ہُوئے تو اُس کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا اور قوّتِ گویائی نہ رہی گویا اُس کے مُنہ میں لگام ڈال دی گئی ہے سارے راہب اس کی طرف متوجّہ ہوکر بولے : حضور کیا بات پیش آگئی کہ آپ کچھ کلام نہیں فرما رہے۔ ہم آپ کے کلام سے راہ یاب ہوتے اور آپ کے علم کی اقتدا کرتے ہیں پادری بولا کہ مجھے کلام کرنے اور تقریر کا آغاز کرنے میں کوئی اور رکاوٹ نہیں ہے سوائے اس کے کہ تمہارے درمیان ایک رَجُلِ محمدیؐ آگیا ہے اور وہ آیا ہے تمہارے دین کو جانچنے اور تم پر زیادتی کرنے کے لیے وہ سارے بولے کہ آپ ہمیں بتلایئے وہ کون ہے ہم ابھی اُسے قتل کیے دیتے ہیں۔ وہ پادری کہنے لگا کہ نہیں ؛ کسی کو بغیر دلیل و برہان کے قتل کرنا صحیح نہیں، میرا خیال ہے کہ میں اس (رَجُلِ محمدیؐ) کا امتحان لیتا ہوں اور اس سے عِلمُ الاَدیان سے متعلّق چند مسائل دریافت کرتا ہوں اگر اس نے اِن کا جواب دے دیا اور اچھی طرح بیان کر دیا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے، ورنہ مار ڈالیں گے، ضابطہ بھی ہے کہ امتحان کے وقت آدمی کی یا تو عزت ہوتی ہے یا وہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔" وہ سارے پادری بولے ٹھیک ہے جناب کی جو رائے ہو اُس کے مطابق عمل کریں ہم تو استفادے کی غرض سے حاضر ہُوئے ہیں وہ بڑا پادری اپنے پاؤں پر کھڑا ہُوا اور یُوں پکارا کہ : اے رجلِ محمدی تجھے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا واسطہ تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو جا تا کہ نگاہیں تجھے دیکھ سکیں حضرت بایزیدؒ اُٹھے اور اللہ جَلَّ شانہٗ کی تسبیح و تنزیہ کرنے لگے۔

پادری نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ : اے رجل محمدی میرا ارادہ ہے کہ مَیں

تجھ سے کچھ سوالات کریں، اگر تُو نے اُن کے جوابات دے دیے اور اُن کی اچھی تشریح کر دی تو ہم تیری پیروی کرلیں گے اور اگر تو ان کے جوابات نہ دے سکا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔

حضرت بایزید رح نے فرمایا کہ منقولات و معقولات میں سے جو چاہو پُوچھو ہماری جو باتیں ہوں گی اللہ اس پر گواہ ہے۔

پادری بولا:

(۱) آپ ہمیں ایسا ایک بتلایئے جس کا دوسرا نہیں۔

(۲) اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں۔

(۳) اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں۔

(۴) اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں۔

(۵) اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں۔

(۶) اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں۔

(۷) اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں۔

(۸) اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں۔

(۹) اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں۔

(۱۰) اور عشرۃً کاملہ کے بارے میں بتلایئے۔

(۱۱) اور ہمیں گیارہ کے بارے میں بتلایئے۔

(۱۲) اور بارہ کے بارے میں خبر دیجیے۔

(۱۳) اور تیرہ کے بارے میں بتلایئے ان سے کیا مُراد ہے؟

(۱۴) اور بتلایئے کہ وہ کون سی قوم تھی جس نے جھُوٹ بولا اور جنّت میں گئی اور وہ کون سی قوم ہے جس نے سچ بولا اور جہنّم میں پہنچی۔؟

(۱۵) اور بتلایئے کہ انسانی جسم میں اس کے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے؟

(۱۶) اور ذَارِیَاتِ ذَرْوًا۔

(۱۷) حَامِلَاتِ وِقْرًا۔

(۱۸) جَارِیَاتِ یُسْرًا

(۱۹) اور مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا کے بارے میں بتلائیے ان سے کیا مُراد ہے؟

(۲۰) اور وہ چیز بتلائیے جو بغیر رُوح کے سانس لیتی ہے۔

(۲۱) اور ان چودہ کے بارے میں بتلائیے جنہوں نے اللہ رب العزت سے کلام کیا۔

( ) اور وہ قبر بتلائیے جو اپنے مُردہ کو لیے پھرتی رہی۔

(۲۳) اور ایسا پانی بتلائیے جو نہ زمین سے نکلا اور نہ آسمان سے برسا۔

(۲۴) اور ان چار کے بارے میں بتلائیے جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

(۲۵) اور بتلائیے کہ زمین پر سب سے پہلے خُون کونسا بہایا گیا۔

(۲۶) اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور پھر خرید لیا۔

(۲۷) اور وہ چیز بتلائیے جس کو اللہ نے پیدا کیا پھر اس کو بُرا بتلایا

(۲۸) اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا

(۲۹) اور وہ چیز بتلائیے کہ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں سوال کیا۔

(۳۰) بتلائیے عورتوں میں سب سے افضل عورتیں کون سی ہیں؟

(۳۱) دریاؤں میں سب سے افضل دریا کون سے ہیں؟

(۳۲) پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے؟

(۳۳) چوپایوں میں سب سے افضل چوپایہ کون سا ہے؟

(۳۴) مہینوں میں سب سے افضل مہینہ کون سا ہے؟

(۳۵) اور راتوں میں سب سے افضل رات کون سی ہے؟

(۳۶) اور طَامَّہ کسے کہتے ہیں بتلائیے؟

(۳۷) اور ایسا درخت بتلائیے جس میں بارہ ٹہنیاں اور ہر ٹہنی پر تیس پتے اور ہر پتے پر پانچ پھول دو دھوپ میں کِھلتے ہیں اور تین سایہ میں۔

(۳۸) اور وہ چیز کون سی ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کیا حج کیا، حالانکہ اس پر نہ حج فرض اور نہ اس میں رُوح۔

(۳۹) اور بتلایئے اللہ نے کتنے نبی بھیجے ؟

(۴۰) اور ان میں کتنے رسول ہوئے ؟

(۴۱) اور ایسی چار چیزیں بتلایئے کہ جن کا ذائقہ اور رنگ مختلف اور ان سب کی اصل ایک ہے۔

(۴۲) اور نَقِیر قِطمِیر اور فَتِیل کے بارے میں بتلایئے۔

(۴۳) اور بتلایئے رشد اور رلید کیا چیز ہوتی ہے ؟

(۴۴) اور بتلایئے کَلم اور رَم سے کیا مراد ہے؟

(۴۵) اور بتلایئے کہ کتا جب آواز کرتا ہے تو کیا کہتا ہے ؟

(۴۶) اور گدھا جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے ؟

(۴۷) بیل کیا بولتا ہے ؟

(۴۸) گھوڑا ہنہناتے وقت کیا کہتا ہے ؟

(۴۹) اُونٹ کیا کہتا ہے ؟

(۵۰) مور کیا گاتا ہے ؟

(۵۱) تیتر کیا بولتا ہے ؟[۱]

(۵۲) بلبل چہچہاتے وقت کیا گاتی ہے۔؟

(۵۳) مینڈک اپنی تسبیح میں کیا کہتا ہے؟

(۵۴) ناقوس سے کیا آواز آتی ہے ؟

(۵۵) ایسی قوم بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جانب وحی فرمائی حالانکہ نہ وہ انسان ہے نہ جنات نہ فرشتے۔

---

[۱] سلسلۂ جوابات میں اس کا ذکر نہیں آیا اس وجہ سے جوابات ۵۵ رہ گئے ہیں۔

(۵۶) اور بتلایئے کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں رہتا ہے ؟

(جب پادری اتنے سوالات کر چکا تو) حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا اور کچھ پوچھنا ہے؟ پادری بولا نہیں اور کچھ نہیں پوچھنا آپ صرف انہیں سوالات کے صحیح صحیح جوابات دید یجئے اور ہماری باتوں کو وضاحت سے بیان کر دیجیے) حضرت بایزید بسطامیؒ نے پھر یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمام باتوں کے صحیح صحیح جوابات دے دوں تو تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لے آؤ گے۔ تمام بولے ہاں ہم ضرور ایمان لے آئیں گے، حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اے اللہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں تو اس پر گواہ ہے

حضرت بایزید بسطامیؒ نے جوابات دینے شروع کیے اور فرمایا

(۱) ایسا ایک جس کا دوسرا نہیں وہ اللہ واحد و قہّار ہے۔

(۲) اور ایسے دو جن کا تیسرا نہیں وہ رات اور دن ہے، اللہ رب العزّت نے فرمایا

وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ اٰیَتَیْنِ اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے

(۳) اور ایسے تین جن کا چوتھا نہیں وہ عرش کُرسی اور قلم ہے

(۴) اور ایسے چار جن کا پانچواں نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چاروں کتابیں تورات زبور انجیل اور قرآن پاک ہیں۔

(۵) اور ایسے پانچ جن کا چھٹا نہیں وہ پانچ نمازیں ہیں جن کا ہر مُسلمان مرد و عورت پر پڑھنا فرض ہے۔

(۶) اور ایسے چھ جن کا ساتواں نہیں وہ چھ دن ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے۔ " وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ " ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں

(۷) اور ایسے سات جن کا آٹھواں نہیں وہ ساتوں آسمان ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا " وہی تو ہے جس نے بنائے

سات آسمان تہ بہ تہ

(۸) اور ایسے آٹھ جن کا نواں نہیں تو وہ عرش الٰہی کو اُٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ اور اُٹھائے ہوئے ہوں گے آپ کے ربّ کا عرش اُس روز آٹھ فرشتے

(۹) اور ایسے نو جن کا دسواں نہیں تو وہ نو شخص ہیں جو شہر میں فساد پھیلاتے تھے، ارشادِ باری ہے: وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ" اور اس شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

(۱۰) اور عشرۃ کاملہ سے مراد وہ دس دن ہیں جن میں متمتع ہدی نہ ہونے کی صورت میں روزہ رکھتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ، پس روزے رکھے تین حج کے دنوں میں اور سات روزے اس وقت جب تم واپس لوٹو، یہ پورے دس دن ہوئے۔

(۱۱) رہا تمہارا سوال گیارہ کے بارے میں تو وہ برادرانِ یوسف ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے جناب یوسف علیہ السّلام کی جانب سے حکایۃً فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا " میں نے دیکھا (خواب میں) گیارہ ستاروں (یعنی بھائیوں) کو

(۱۲) اور بارہ کے متعلق تمہارا سوال تو اُن سے مُراد بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ بلاشبہ اللہ کے یہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں،

(۱۳) اور تمہارا سوال تیرہ کے متعلق تو اس سے مُراد حضرت یوسف علیہ السّلام کا خواب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ " بے شک میں نے دیکھا ہے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو، میں نے دیکھا اُنھیں کہ یہ مجھے سجدہ کر

کر رہے ہیں۔

(۱۴) رہا تمہارا سوال ایسی قوم کے بارے میں جس نے جھوٹ بولا اور جنّت میں گئی تو وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائی ہیں۔ جنھوں نے یہ کہا تھا۔ "اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ" ابا جان ہم دوڑ نے لگے آگے نکلنے کو اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑا اُسے بھیڑیا کھا گیا۔ یہ بات اُنھوں نے جھوٹ کہی تھی لیکن پھر بھی جنّت میں گئے (کیونکہ توبہ کر لی تھی) اور وہ قوم جس نے سچ بولا پھر بھی جہنّم میں گئی تو وہ یہود و نصارٰی ہیں۔ جنھوں نے یہ کہا: وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ "یہودی کہتے ہیں کہ نصارٰی کسی راہ پر نہیں ہیں اور نصارٰی کہتے ہیں کہ یہودی کسی راہ پر نہیں ہیں۔ انھوں نے یہ بات تو سچ کہی ہے لیکن پھر بھی جہنّم میں گئے۔ (اس لیے کہ یہ نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان نہیں لائے۔)

(۱۵) رہا تمہارا یہ سوال کہ تمہارے جسم میں تمہارے نام رہنے کی جگہ کہاں ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا نام رہنے کی جگہ تمہارے کان ہیں۔

(۱۶) ذَارِيَاتِ ذَرْوًا سے مُراد چاروں ہوائیں ہیں۔

(۱۷) حَامِلَاتِ وِقْرًا سے مُراد بادل ہیں، چنانچہ ارشادِ باری ہے۔ "وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" اور بادل میں جو کہ مسخّر ہے آسمان و زمین کے درمیان۔

(۱۸) جَارِيَاتِ يُسْرًا سے مُراد دریاؤں میں چلنے والی کشتیاں ہیں۔

(۱۹) اور مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا سے مُراد وہ فرشتے ہیں جو نصف شعبان سے اگلے نصف شعبان تک مخلوق کی روزی تقسیم کرنے پر مقرّر ہیں۔

(۲۰) اور وہ چودہ جنھوں نے اللہ تعالٰی سے کلام کیا سو وہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ہیں، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔ "فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ۔ پھر فرمایا آسمان سے اور زمین سے کہ چلے آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے،

بولے آتے ہم خوشی سے۔

(۲۱) اور ایسی قبر جو اپنے مُردہ کو لیے پھرتی رہی سو وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السّلام کو نگل لیا تھا اور اُن کو دریا میں لیے پھرتی تھی۔

(۲۲) اور ایسی چیز جو بغیر رُوح کے سانس لیتی ہے وہ صُبح ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ" اور قسم ہے صبح کی جب دم بھرے۔

(۲۳) اور ایسا پانی جو نہ آسمان سے برسا اور نہ زمین سے نکلا سو اس سے گھوڑے کا پسینہ مُراد ہے۔ جو بلقیس نے قارورہ میں رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس اُن کا امتحان لینے کے لیے بھیجا تھا۔

(۲۴) اور ایسے چار جو نہ باپ کی پیٹھ سے نکلے اور نہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ (۱) وہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے فدیہ میں آنے والا مینڈھا۔ (۲) حضرت صالح علیہ السّلام کی اُونٹنی جو پہاڑ سے پیدا کی گئی (۳) حضرت آدم علیہ السّلام جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے (۴) حضرت اماں حواء علیہا السّلام جو حضرت آدم علیہ السّلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔ یہ چار مُراد ہیں۔

(۲۵) اور وہ خُون جو زمین پر سب سے پہلے بہایا گیا وہ ہابیل کا خُون ہے جسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا تھا۔

(۲۶) اور ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر خود ہی خرید لیا وہ مؤمن کا نفس ہے، چنانچہ ارشادِ باری ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ" بلاشُبہ اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے اہلِ ایمان سے ان کے نفسوں اور مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنّت ہے۔

(۲۷) اور ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اُسے بُرا بتلایا وہ گدھے کی آواز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ" بلاشُبہ سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔

(۲۸) ایسی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بڑا بتلایا وہ عورتوں کا مکر اور چالاکی ہے

ارشاد ہے۔ اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْمٌ البتہ تمہارا مکر وفریب بڑا ہے۔

(۲۹) ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کے بارے میں سوال کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے، ارشاد باری ہے۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ، یہ کیا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے بکریوں کے لیے۔

(۳۰) عورتوں میں سب سے افضل حضرت حوا (اُمُّ الْبَشَر)، حضرت خدیجہ حضرت عائشہ حضرت آسیہ، حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنھن ہیں۔

(۳۱) دریاؤں میں سب سے افضل دریا سَیْحُوْن، جَیْحُوْن، دِجْلَہ، فُرَات اور نِیْل ہیں۔

(۳۲) پہاڑوں میں سب سے افضل پہاڑ طور ہے۔

(۳۳) چوپایوں میں سب سے افضل گھوڑا ہے۔

(۳۴) مہینوں میں سب سے افضل رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

(۳۵) راتوں میں سب سے افضل لیلۃ القدر ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں "لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ" لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(۳۶) طَامَّۃ قیامت کے دن کو کہتے ہیں۔

(۳۷) ایسا درخت جس میں بارہ ٹہنیاں ہوں ہر ٹہنی پر تیس پتے ہوں ہر پتہ پر پانچ پھول ہوں جن میں سے دو دُھوپ میں کِھلتے ہوں اور تین سایہ میں، سو درخت سے مُراد تو سال ہے بارہ ٹہنیوں سے مُراد بارہ مہینے ہیں اور تیس پتّوں سے مُراد مہینے کے تیس دن ہیں اور ہر پتّے پر پانچ پھول سے مُراد پانچوں فرض نمازیں ہیں جو رات دن میں پڑھی جاتی ہیں جن میں سے دو ظہر اور عصر دُھوپ (دن) میں اور تین فجر

مغرب، عشاء۔ سایہ (رات) میں پڑھی جاتی ہیں۔

(۳۸) ایسی چیز جس نے بیت اللہ کا طواف کیا، حج کیا، حالانکہ نہ اس پر حج فرض نہ اس میں جان اس سے مُراد حضرت نوح علیہ السّلام کی کشتی ہے۔

(۳۹) رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے انبیاء اور رسول بھیجے سو اللہ تعالیٰ نے (کم و بیش) ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔

(۴۰) اور ان میں سے تین سو تیرہ کو رسول بنایا۔

(۴۱) ایسی چار چیزیں جن کا ذائقہ اور رنگ الگ الگ ہے اور ان سب کی اصل ایک ہے وہ آنکھ[۱] ناک[۲] کان[۳] اور منہ[۴] ہیں۔ آنکھوں کا پانی کھاری، مُنہ کا پانی میٹھا، ناک کا پانی کھٹا اور کان کا پانی کڑوا ہوتا ہے۔

(۴۲) یہ سوال کہ نقیر، قطمیر اور فتیل کس کو کہتے ہیں سو نقیر کھجور کی گھٹلی کی پشت پر جو نقطہ ہے اس کو، اور قطمیر کھجور کی گٹھلی کے اُوپر جو باریک چھلکا ہوتا ہے اُسے اور فتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتّی کو کہتے ہیں۔

(۴۳) سبد اور لبد، بھیڑ، دنبہ اور بکری کے بالوں کو کہتے ہیں۔

(۴۴) طم اور رم سے مُراد ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السّلام سے پہلے کی مخلوق ہے۔

(۴۵) گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے "لَعَنَ اللّٰہُ الْعُشَّارَ وھو المکاس" چنگی پر محصول لینے والے پر خُدا کی پھٹکار ہو۔

(۴۶) کتا کہتا ہے "وَیْلٌ لِاَھْلِ النَّارِ مِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ" اللہ جبّار کے غصہ کی وجہ سے دوزخیوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

(۴۷) بیل کہتا ہے۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ"

(۴۸) گھوڑا کہتا ہے "سُبْحَانَ حَافِظِیْ اِذَا الْتَقَتِ الْاَبْطَالُ وَاشْتَغَلَتِ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ"۔

(۴۹) اُونٹ کہتا ہے "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا"

(۵۰) مور کہتا ہے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی"

(۵۱) بلبل کہتی ہے " سُبْحَانَ اللهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ "

(۵۲) مینڈک کہتا ہے۔ سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدُ فِی الْبَرَارِیْ وَالْقِفَارُ سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ

(۵۳) ناقوس سے آواز نکلتی ہے۔ سُبْحَانَ اللهِ حَقًّا حَقًّا اُنْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا شَرْقًا وَغَرْبًا مَا تَرٰی فِيْهَا يَبْقٰی (اللہ پاک ہے وہ سچ اور حق ہے اے ابنِ آدم اس دُنیا میں بنظرِ عبرت مشرق و مغرب کی طرف دیکھ تجھے اس میں کوئی بھی باقی نظر نہیں آئے گا)

(۵۴) ایسی قوم جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے وحی کی حالانکہ وہ نہ انسان ہیں نہ جن، نہ فرشتے، وہ شہد کی مکھی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ " اور حکم دیا آپ کے رَبّ نے شہد کی مکھی کو کہ بنائے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں۔

(۵۵) رہا یہ سوال کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے تو اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ راز نہ کسی نبی و رسول پر کُھلا اور نہ کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ اس پر مطلع ہُوا۔

(ان تمام سوالوں کا جواب دینے کے بعد) حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: اگر کوئی اور سوال رہ گیا ہو تو پوچھ لو سب نے کہا کہ اب کوئی سوال باقی نہیں رہا۔

آپ نے فرمایا اچھا اب میری ایک بات کا جواب دو، یہ بتلاؤ کہ آسمانوں اور جنّت کی کنجی کیا ہے؟ بڑا پادری اس پر خاموش رہا، مجمع میں سے آواز آئی کہ تم نے اتنی باتیں پوچھیں اور انھوں نے ان سب کا جواب دے دیا یہ کیا بات ہے کہ انھوں نے تم سے صرف ایک بات پوچھی اور تم اس کا بھی جواب نہیں دے پا رہے۔ پادری بولا کہ مَیں ان کی بات کا جواب دینے سے عاجز نہیں ہُوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر میں نے ان کی بات کا جواب دیا تو تم میری موافقت نہیں کروگے، وہ بولے ہم آپ کی موافقت

کیوں نہیں کریں گے آپ ہمارے بڑے ہیں۔ آپ نے جب بھی کچھ کہا ہم نے سُنا اور آپ کی موافقت کی۔

پادری نے کہا کہ لو پھر سُنو آسمانوں اور جنّت کی کنجی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے جب اُنھوں نے یہ بات سُنی تو سب کے سب مُسلمان ہو گئے اور گرجے کو گرا کر اس کی جگہ مسجد بنائی اور سب نے اپنی اپنی زُنّاریں توڑ ڈالیں اس موقع پر حضرت بایزید بسطامی کو غیب سے آواز آئی اے بایزید تم نے ہماری رضا کی خاطر ایک زنار باندھی تھی ہم نے تمہاری خاطر پانچ سو زناروں کو توڑ دیا۔[۱]

○

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بُک بائنڈز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ھے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ○ فون 7322408

---

[۱] الروض الفائق فی المواعظ والرقائق ص ۲۰۴ تا ص ۲۰۶

اخبار الجامعہ

محمد عابد، منتظم جامعہ مدنیہ

- ۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ ۲۷ اپریل ۱۹۹۹ء بروز منگل کراچی سے جناب سلیم صاحب (ماڈرن کیمیکل والے) تشریف لائے اور جامعہ میں دو دن قیام فرمایا۔
- ۱۳ محرم الحرام کو حافظ منیر احمد صاحب شریفی کراچی سے تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔
- ۱۴ محرم الحرام کو حافظ تنویر احمد صاحب شریفی کراچی سے تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی
- ۱۵ محرم الحرام کو حیدر فاروقی صاحب نائب امیر معسکر کابل، جناب اُسامہ صاحب اُستاذ معسکر شہاب الدین صاحب ناظم دفتر لاہور، جناب حمزہ صاحب برادر کمانڈر عاصم منصور شہید پر مشتمل حرکۃ المجاہدین کا ایک وفد جامعہ آیا اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی، اسی روز مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب خطیب مسجد تلواروالی نئی انارکلی لاہور اور پیر سیف اللہ خالد مہتمم مدرسہ منظور الاسلامیہ کینٹ لاہور، بھی تشریف لائے۔ آپ نے حضرت نائب مہتمم صاحب کی ہمشیرہ کی وفات پر تعزیّت کی۔
- ۱۸ محرم الحرام کو جناب سیّد سلمان گیلانی صاحب، جناب اشتیاق عثمانی صاحب ابوظبی سے جامعہ تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔
- ۱۹ محرم الحرام کو جناب حاجی عبدالوہاب سے امیر تبلیغی جماعت تشریف لائے آپ کے ہمراہ ڈاکٹر وحید اشرف صاحب امریکہ سے، مولوی ریاض صاحب اور مولوی عامر احسان صاحب بھی تھے، آپ حضرات نے حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔
- ۷ صفر المظفر بروز اتوار دیوبند سے حضرت مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی طباعت کے بعد

فرمودات رسول اکرم ﷺ اور اسوہ حسنہ کی لازوال روشنی سے قلوب اور زندگیوں کو منور رکھنے والے اہل ایمان کیلئے ایک عظیم خوشخبری

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی تاریخ ساز پیشکش

ہندوپاک میں پہلی بار

تقریباً نصف لاکھ احادیث کا عظیم ذخیرہ

کنز العمال

فی سنن الاقوال والافعال

للعلامۃ علاء الدین علی المتقی الحنفیؒ

(المتوفی ۹۷۵)

صرف 3450 روپے میں

مقدمہ وتعارف

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ علامہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ علامہ عبد الحئی حسنی لکھنویؒ

13 ہزار صفحات	کامل 18 جلدیں	جدید اضافہ وحاشیہ کے ساتھ
اعلیٰ کاغذ، جلی قلم	تصحیح کے خصوصی اہتمام	پیشگی رقم ارسال کرنے والے کو خاص رعایت صرف 3450 روپے میں
بیروتی طبع کے نسخہ کا اعلیٰ عکسی فوٹو	قیمت کامل سیٹ 6900 روپے	

دوسری عربی مطبوعات

السنن الکبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی	دس جلد	2550/
السنن الکبریٰ امام نسائی کامل	چھ جلد	1650/
نسیم الریاض فی شرح الشفاء کامل	چار جلد	1650/
اوجز المسالک شرح مؤطا مالک	پندرہ جلد	3300/
امانی الاحبار فی شرح معانی الآثار	چار جلد	990/

پاکستان میں پہلی بار طبع ہو چکی ہیں

ملنے کا پتہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان

فون 41501-540513